بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

آئینہ انجمن

ربیع الاوّل، 1446ھ، ستمبر 2024ء

شمارہ نمبر: 67

021 - 34993436 - 7

www.quranacademy.edu.pk

مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ
B - 375 علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی

آئینہ انجمن

اس شمارے میں

نمبرشمار	عنوان	صاحب تحریر	صفحہ نمبر
01	فرمان باری تعالی وفرمان نبوی ﷺ	- - - -	02
02	ختم نبوت : اہمیت و تقاضے	ڈاکٹر انوار علی ابرار	03
03	حمد باری تعالی و نعت رسول پاک ﷺ	ولایت/احسن مارہروی	05
04	ملفوظات صدر مؤسس انجمن خدام القرآن	ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ	06
05	اقتباس نگران انجمن خدام القرآن	شجاع الدین شیخ	07
06	قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل	استاذ عاطف محمود	08
07	نبی اکرم ﷺ کے حقوق	استاذ عاطف محمود	11
08	بدعت سے اجتناب	احمد علی	17
09	گھریلو تنازعات کے اسباب و تدارک	حافظ محمد اسد	20
10	حب رسول ﷺ کے تقاضے	سید شاکر علی	25
11	انجمن خدّام القرآن کے تحت جاری سرگرمیاں	ماہانہ رپورٹ	28
12	شعبۂ ملٹی میڈیا	ماہانہ رپورٹ	32

فرمان الٰہی جل جلالہ
و
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَ لَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝ وَ لَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝ اِلَّا
الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ (هود: 11 - 9)

ترجمہ : "اور اگر ہم انسان کو اپنی کسی رحمت سے نوازتے ہیں پھر اس سے اس کو محروم کر دیتے ہیں تو وہ مایوس اور ناشکرا بن جاتا ہے اور اگر کسی تکلیف کے بعد جو اس کو پہنچی تھی ، اس کو ہم نعمت سے نوازتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ ساری مصیبتیں مجھ سے دور ہو گئیں ، وہ اترانے والا اور اکڑنے والا بن جاتا ہے ۔ مگر جو لوگ صبر کرنے والے اور نیک عمل کرنے والے ہیں ، ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ۔ "

تشریح : موجودہ دنیا میں آدمی کو کبھی راحت دی جاتی ہے اور کبھی مصیبت ۔ مگر یہاں نہ راحت انعام کے طور پر ہے اور نہ مصیبت سزا کے طور پر ۔ دونوں ہی کا مقصد جانچ ہے ۔ یہ دنیا دار الامتحان ہے ۔ یہاں انسان کے ساتھ جو کچھ پیش آتا ہے وہ صرف اس لیے ہوتا ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ مختلف حالات میں آدمی نے کس قسم کا رد عمل پیش کیا ۔ وہ آدمی ناکام ہے جس کا حال یہ ہو کہ جب اس کو خدا کی طرف سے کوئی راحت پہنچے تو وہ فخر کی نفسیات میں مبتلا ہو جائے ۔ اور جو افراد اس کو اپنے سے کم دکھائی دیں ان کے مقابلہ میں وہ اکڑنے لگے ۔ اسی طرح وہ شخص بھی ناکام ہے کہ جب اس سے کوئی چیز چھنے اور وہ مصیبت کا شکار ہو تو وہ ناشکری کرنے لگے ۔ کسی محرومی کے بعد بھی آدمی کے پاس خدا کی دی ہوئی بہت سی چیزیں موجود ہوتی ہیں ۔ مگر آدمی ان کو بھول جاتا ہے اور کھوئی ہوئی چیز کے غم میں ایسا پست ہمت ہوتا ہے گویا اس کا سب کچھ لٹ گیا ہے ۔ اس کے بر عکس ، ایمان میں پورا اترنے والے وہ ہیں جو صابر اور صالح العمل ہوں ۔ یعنی ہر جھٹکے کے باوجود اپنے آپ کو اعتدال پر باقی رکھیں اور وہی کریں جو خدا کا بندہ ہونے کی حیثیت سے انہیں کرنا چاہیے ۔ (تذکیر القرآن ۔ ۔ ۔ مولانا وحید الدین خان)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا دَعَوْتُمُ اللَّهَ، فَاعْزِمُوا فِي الدُّعَاءِ وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنْ شِئْتَ، فَأَعْطِنِي فَإِنَّ اللَّهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ".

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : "جب تم دعا کرو تو عزم کے ساتھ کرو اور کوئی دعا میں یہ نہ کہے کہ اگر تو چاہے تو فلاں چیز مجھے عطا کر ، کیونکہ اللہ سے کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ۔ "

تشریح : دعا کو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے معلق نہ کیا جائے ۔ یعنی یوں نہ کہا جائے کہ اگر تو چاہتا ہے تو قبول کر لے ۔ ایسا کرنے سے یہ وہم ہو سکتا ہے کہ مشیت کے بغیر اس کا عطا کرنا ممکن ہے حالانکہ مشیت کے بغیر تو جبر ہی ہے اور اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر نہیں کر سکتا ۔ مشیت کا استعمال وہاں ہوتا ہے جب کسی کام پر مجبور کیا جا سکتا ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے ۔ (ھدایۃ القاری شرح صحیح البخاری ، رقم الحدیث : 7464)

ختم نبوت : اہمیت و تقاضے

ڈاکٹر انوار علی ابرار

مدیر تعلیم انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی

رب کائنات کی طرف سے انسانوں کی طرف بھیجے جانے والے پیغمبرانِ حق جو پیغام لے کر آئے اس کی بنیاد تین ایمانیات پر رہی ایمان باللہ، ایمان بالرسالت اور ایمان بالآخرت۔ پچھلی امتوں سے ایمان بالرسالت کے ضمن میں جو اضافی تقاضا رکھا گیا وہ اپنے نبی کو نبی ماننے کے ساتھ یہ تھا کہ نبوت کا سلسلہ ابھی جاری ہے اور ایک آخری نبی (ﷺ) تشریف لائیں گے جن پر ایمان اس وقت بھی لانا ضروری تھا جب کہ وہ دنیا میں بھیجے بھی نہیں گئے تھے۔ یہاں تک کہ یہ جہان رسالت مآب جناب رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے منور ہوا اور ایمان بالرسالت عقیدہ ختم نبوت سے مزین ہوا۔ اب اس آخری امت سے اس ضمن میں جو تقاضا ہے اس کی سادہ سی تعریف یہ ہے کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ جو جاری تھا اب ختم ہو گیا۔ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ قیامت تک کے لئے نبوت و رسالت کا تاج تاجدار مدینہ (ﷺ) کے سر اقدس پر سجا رہے گا۔ یہ عقیدہ مسلمان ہونے یا کہلوانے کے لیے اساسی اہمیت رکھتا ہے۔ کوئی شخص (معاذاللہ) اگر کسی بھی درجے میں یہ عقیدہ رکھے کہ نبوت کسی بھی شکل میں جاری ہے تو وہ کسی صورت بھی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ یہی حق ہے جو 07 ستمبر 1974ء کو ریاست پاکستان نے آئینی، قانونی اور پارلیمانی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے نافذ کیا اور الحمد اللہ ختم نبوت کے چراغ کو اپنی بدبودار پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کرنے والوں کو منہ کی کھانی پڑی۔ اب اگر بات کریں ختم نبوت پر ایمان کے عملی تقاضوں کی تو سب سے اہم ترین تقاضا یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے متعین کردہ رسولوں کا مشن یعنی نظام عدل و قسط کے نفاذ کی کوشش کی جائے تاکہ اللہ کی زمین پر اللہ کی بڑائی عملاً قائم ہوسکے۔ یہ تقاضا جہاں ایک طرف اپنی ذاتی زندگی میں رسول ﷺ کے اسوہ کو اپنا کر ان جیسا کردار و اخلاق اپنانے کی دعوت دیتا ہے وہیں ان کے مقصد حیات کو اپنا کر اجتماعی زندگی میں شہادت علی الناس کے فریضے پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کی طرف بلاتا ہے۔

آج کا دور فتنوں کا دور ہے اور نئی نئی شکلوں میں آنے والے یہ فتنے مسلمانوں کی نوجوان نسل کو ہدف بنائے ہوئے ہیں وہ نسل جو پہلے ہی استعماری مرعوبیت کا شکار ہے اور دین سے اس کا تعلق واجبی سا رہ گیا ہے ان فتنوں کے آگے لاچار پڑی محسوس ہوتی ہے۔ آج اکابرین امت کو یکجا ہو کر ان فتنوں کے خلاف سینہ سپر ہونے کی جتنی ضرورت ہے شاید آج سے پہلے کبھی نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس وہ محور و مرکز ہے جس سے کوئی مسلمان بھی پرے نہیں رہ سکتا چاہے کوئی بھی زبان کا بولنے والا، کسی بھی علاقے کا رہنے والا، اور کسی بھی مکتبہ فکر کو اپنانے والا ہو۔ اس خاص موقع پر، جو کہ یاد دلاتا ہے اس عظیم الشان تحریک کی جس میں تمام مکاتب فکر اور تمام رنگ و نسل کے مسلمان ایک مقصد کے لیے یکجا ہوئے، جو خاص طور پر مسلمانان پاکستان کو ایک مسرت اور ایک اطمینان کا احساس دیتا ہے، ہمیں یہ باور کرنے کی ضرورت ہے کہ ان تمام فتنوں سے لڑنے کے لیے امت میں اتفاق و یگانگی لازم ہے اور اس اتفاق و اتحاد کے لیے ترغیبی قوت صرف اور صرف محبت رسول ﷺ ہے جو ہر مسلمان کی سب سے قیمتی متاع ہے۔

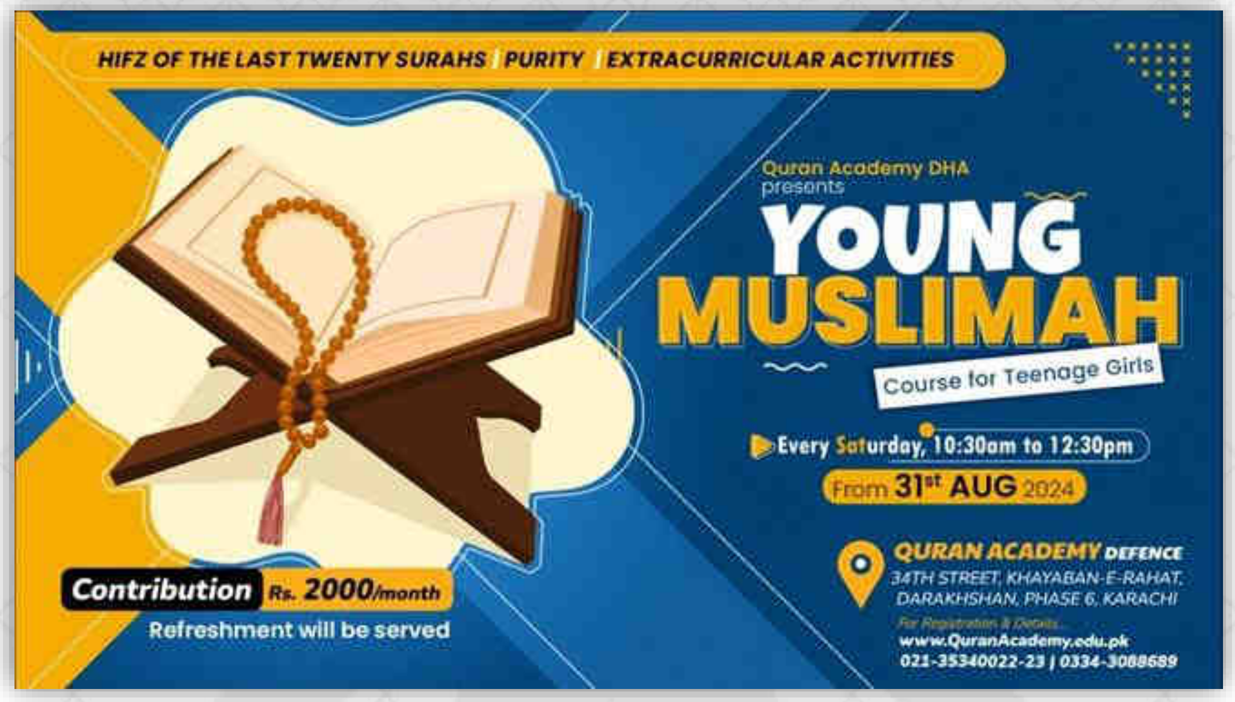
HIFZ OF THE LAST TWENTY SURAHS | PURITY | EXTRACURRICULAR ACTIVITIES
Quran Academy DHA presents
YOUNG MUSLIMAH
Course for Teenage Girls
Every Saturday, 10:30am to 12:30pm
From 31st AUG 2024
Contribution Rs. 2000/month
Refreshment will be served
QURAN ACADEMY DEFENCE
34TH STREET, KHAYABAN-E-RAHAT, DARAKHSHAN, PHASE 6, KARACHI
For Registration & Details...
www.QuranAcademy.edu.pk
021-35340022-23 | 0334-3088689

SHORT COURSES FOR LADIES
حلقات و دورات دینیہ
(برائے خواتین)
سیرت صحابیات
مطالعہ کتاب: تذکارِ صحابیات
آغاز: 26 اگست
پیر
سہ پہر 3:00 تا 5:00 بجے
تجوید القرآن
تجوید کے بنیادی قواعد
آغاز: 27 اگست
منگل
صبح 10:30 تا 12:30 بجے
قرآن اب آسان
پہلے پارے کی مکمل ترکیب
آغاز: 27 اگست
منگل اور جمعہ
سہ پہر 3:00 تا 5:00 بجے
تدبر القرآن
قرآنِ مجید کا سلسلہ وار ترجمہ و تفسیر
جاری ہے
بدھ
سہ پہر 3:00 تا 4:30 بجے
تزکیہ نفس
تزکیہ کا مفہوم و مقصد اور باطنی بیماریوں کا بیان
آغاز: 29 اگست
جمعرات
سہ پہر 3:00 تا 5:00 بجے
قرآن اکیڈمی ڈیفنس
مسجد جامع القرآن، اسٹریٹ 34، خیابانِ راحت، ڈیفنس فیز 6، کراچی
www.QuranAcademy.edu.pk
0334-3088689 | 021-35340022

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہٗ

و

نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سر تو کیا دل بھی زمیں پر رکھ دیا ۔۔۔ مومنوں نے جب تجھے سجدہ کیا

بندگی لازم تری انسان پر ۔۔۔ جھک گئے سارے گدا فرماں روا

ہر طرف گونجے اذاں شام و سحر ۔۔۔ ذرے ذرے کا بیاں حمد و ثنا

تیری قدرت کا کرشمہ کائنات ۔۔۔ والیٔ کون و مکاں سب کچھ ترا

چاند سورج رفعتوں کا آئینہ ۔۔۔ تیری عظمت کے نشاں ارض و سماں

ہے الوہیت کا تیری واسطہ ۔۔۔ بخش دے تو عاصیوں کو اے خدا

ولایت علی میرؔ

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

پیاسا ہے جو دیدار رسولِ عربی کا ۔۔۔ کیا خوف قیامت کا اسے تشنہ لبی کا

تو احمد و محمود و محمد ہے بلا شک ۔۔۔ شہرہ ہے فرشتوں میں تری خوش لقبی کا

دشمن بھی ہیں مداحِ شہنشاہِ رسالت ۔۔۔ ادنیٰ سا یہ اعجاز ہے اخلاق نبی کا

حسرت ہے کہ طیبہ کو چلی جاتی ہے دنیا ۔۔۔ ہوتا نہیں کیوں حکم ہماری طلبی کا

مداح ہوں، محتاج ہوں، بندہ ہوں، گدا ہوں ۔۔۔ مکی، مدنی، ہاشمی و مُطّلبی کا

اللہ کے بندوں میں ہے احسن وہی محبوب ۔۔۔ آئین محبت میں جو بندہ ہے نبی کا

احسنؔ مارہروی

ملفوظاتِ صدرِ مؤسس انجمن خدام القرآن، کراچی

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

محبت رسول ﷺ کا تقاضا

اسلام کا نظامِ حیات، اس کا سارا قانونی ڈھانچہ رسالت و نبوتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر استوار ہے۔ ایک شخص پکا موحد بھی ہو اور اُس کے اخلاق بھی اچھے ہوں لیکن اگر وہ آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کو تسلیم نہیں کرتا تو عقیدۂ توحید کے باوجود وہ غیر مسلم قرار پائے گا۔ کوئی شخص کتنا ہی متقی، عابد اور زاہد کیوں نہ ہو جب تک رسالتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا قلادہ اس کی گردن میں نہیں ہوگا، وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ دین تو نام ہی محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ شریعت کا سارا وجود ہی آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی بنیاد پر قائم ہے۔ اسلام کا پورا نظام محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کے گرد گھومتا ہے۔ اگر اس تعلق کو مجروح کر دیا جائے تو گویا اسلام کی پوری عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ کے ساتھ ایک بندۂ مومن کے رشتے اور تعلق کے بارے میں فرمایا گیا کہ ان پر ایمان لاؤ، ان کی مکمل اطاعت کرو اور تمام انسانوں سے بڑھ کر انہیں محبوب سمجھو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے محبوب تر نہ ہو جاؤں اُس کے والد سے، اُس کی اولاد سے، یہاں تک کہ تمام انسانوں سے۔ (متفق علیہ) بدقسمتی سے آج ایمان کی یہ بنیادی شرائط بھی اُمت کی عظیم اکثریت کے ذہنوں سے نکل چکی ہیں۔ عمومی تصوّر یہ ہے کہ عید میلاد مناؤ، نعتیں پڑھو، جلسے کر لو، سیرت کانفرنسیں کر لو، مگر جہاں تک اتباعِ رسول، اطاعتِ رسول اور محبتِ رسول ﷺ کا معاملہ ہے اس سے اُمت بیگانہ ہوتی جا رہی ہے۔ محبت کا تعلق دل سے ہے جو دکھائی نہیں دیتی، جبکہ اطاعت کا تعلق عمل سے ہے جو نظر آتا ہے۔

(قانون تحفظ ناموس رسالت، میثاق جولائی 2021ء)

اقتباس نگرانِ انجمن خدام القرآن، کراچی

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

امت کے کرنے کا اصل کام

”تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے۔“ بہترین امت کو اپنے بہترین سورسز بہترین کام کے لیے لگانے چاہئیں۔ یہ اُمت مال و دولت، تیل کے کنووں، جائیدادوں، ڈریں کوٹ کی وجہ سے بہترین نہیں ہے بلکہ اپنے اس فریضے کی وجہ سے بہترین اُمت تھی جس کے لیے اس کو برپا کیا گیا اور وہ فریضہ تھا اسلام کو سربلند کرنے کا۔ اُمت اس فریضے کو ادا کرے گی تو اُمت کہلائے گی۔ جو اس فریضے کو ادا کرے گا تو وہی اُمتی کہلائے گا۔ یہ امت امت والا کام کرے گی تو اللہ کی رحمت کے سائے تلے رہے گی۔ آج امت کا ستیاناس ہو رہا ہے، امت کا خون سب سے سستا ہوا ہے، مسلمان کی جان سب سے سستی ہے، مسلمانوں کی بستیاں سب سے زیادہ ظلم و ستم کا نشانہ ہیں۔ یہ سب مصائب اسی وجہ سے ہیں کہ ہم مسلمان تو ہیں مگر اُمت نہیں رہے کیونکہ اُمت والے کام کریں گے تو اُمت بنیں گے۔ یہ اُمت دوبارہ بہترین اُمت اس وقت بنے گی جب یہ بہترین کام کے لیے اپنی بہترین صلاحیتیں لگائے گی۔ چاہے وہ ہماری جوانیاں ہوں، ہماری دنیوی اثاثے ہوں یا ہماری اولاد ہوں۔ اللہ نے ہمیں جو بھی صلاحیتیں دی ہیں ان کو سب سے بہترین کام میں لگانا چاہیے۔ اگر ہم دین کے لیے جدوجہد کریں گے تو اللہ ہمیں دوبارہ عزت بھی دے گا، طاقت بھی دے گا۔ اللہ غیور ذات ہے۔ وہ دنیا کو ذلیل کر کے ہمارے قدموں میں ڈالے گا۔ لیکن اگر دنیا کو مقصود بنائیں گے تو ہم ذلیل ہو جائیں گے۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے کہ ہم اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھیں۔

(خطابِ جمعہ، جامع مسجد شادمان ٹاؤن، کراچی، جنوری 2022ء)

قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کی صرفی و نحوی تحلیل

سورۃ الملک

عاطف محمود

ناظم تعلیم و استاذ، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

سورۃ الملک (آیات 4 تا 6)

آیت نمبر 4 : ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝٤

ترجمہ : پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ لو تمہاری نظر تھک ہار کر ناکام ہو کر تمہاری طرف لوٹ آئے گی۔

لغوی و صرفی تحقیق :

كَرَّتَيْنِ	ک ر ر (ن)	اسم	صیغہ تثنیہ مؤنث	لوٹانا
يَنْقَلِبْ	ق ل ب (انفعال)	فعل مضارع مجزوم	صیغہ واحد مذکر غائب	وہ لوٹے گا
خَاسِئًا	خ س ء (ف)	اسم الفاعل	صیغہ واحد مذکر	تھک جانے والا، ناکام ہونے والا
حَسِيْرٌ	ح س ر (ک)	اسم المبالغہ	صیغہ واحد مذکر	تھک جانے والا، عاجز ہونے والا

نحوی ترکیب :

ثُمَّ	ارْجِعِ	الْبَصَرَ	كَرَّتَيْنِ
حرف عطف	فعل امر+فاعل (انت)	مفعول	مفعول مطلق
			کرتین بمعنی رجعتین
جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر گزشتہ جملے پر عطف			

يَنْقَلِبْ	اِلَيْكَ	الْبَصَرُ	خَاسِئًا	وَّ	هُوَ	حَسِيْرٌ
	جار+مجرور	ذوالحال		حالیہ	مبتداء	خبر
فعل مضارع مجزوم	متعلق	فاعل	حال نمبر1		جملہ اسمیہ خبریہ حال نمبر2	
جملہ فعلیہ جواب امر						

آیت نمبر 5 : وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝٥

ترجمہ : اور ہم نے قریب والے آسمان کو روشن چراغوں سے سجا رکھا ہے، اور ان کو شیطانوں پر پتھر برسانے کا ذریعہ بھی بنایا ہے، اور ان کے لیے دہکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

لغوی و صرفی تحقیق :

زَيَّنَّا	ز ی ن (تفعیل)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع متکلم	ہم نے سجایا، ہم نے آراستہ کیا

السَّمَآءَ	س م و (ن)	اسم		آسمان، زمین کے بالمقابل فضا، ہر چیز کا اونچا حصہ، سر سے اوپر کی ہر چیز
الدُّنْيَا	د ن و (ن)	اسم التفضیل	صیغہ واحد مؤنث	کم تر، قریب تر
مَصَابِيْحَ	ص ب ح (ن)	اسم	صیغہ جمع مذکر	چراغ
جَعَلْنَا	ج ع ل (ف)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع متکلم	ہم نے بنایا
رُجُوْمًا	ر ج م (ن)	اسم	صیغہ جمع مذکر	وہ پتھر جس سے سنگسار کیا جائے، پتھر مارنا، سنگسار کرنا
الشَّيٰطِيْنِ	ش ط ن (ن)	اسم المبالغۃ	صیغہ جمع مذکر	بہت زیادہ دور ہونے والا، شیطان سے مراد ہے کہ جس نے حق سے دوری اختیار کی
اَعْتَدْنَا	ع ت د (افتعال)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع متکلم	ہم نے تیار کی
عَذَابَ	ع ذ ب (ض)	اسم		سزا، ہر وہ چیز جو طبیعت پر بھاری ہو
السَّعِيْرِ	س ع ر (ف)	اسم		آگ، آگ کا شعلہ

نحوی ترکیب :

وَ	لَقَدْ	زَيَّنَّا	السَّمَآءَ الدُّنْيَا	بِمَصَابِيْحَ
استیناف	لام قسم+حرف تحقیق		موصوف+صفت	جار+مجرور
		فعل ماضی+فاعل (نحن)	مفعول	متعلق
	جملہ فعلیہ خبریہ (معطوف علیہ)			

وَ	جَعَلْنٰهَا	رُجُوْمًا	لِّلشَّيٰطِيْنِ
حرف عطف			جار+مجرور
	فعل ماضی+فاعل (نحن)+مفعول اول	مفعول ثانی	متعلق
	جملہ فعلیہ خبریہ (معطوف اول)		

وَ	اَعْتَدْنَا	لَهُمْ	عَذَابَ السَّعِيْرِ
حرف عطف		جار+مجرور	مضاف+مضاف الیہ
	فعل ماضی+فاعل (نحن)	متعلق	مفعول
	جملہ فعلیہ خبریہ (معطوف ثانی)		
معطوف علیہ اپنے دونوں معطوف سے مل کر محذوف قسم کا جواب ہے			

آیت نمبر 6 : وَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑥

ترجمہ : اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کا معاملہ کیا ہے، ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے، اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

لغوی وصرفی تحقیق :

كَفَرُوْا	ک ف ر (ن)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع مذکر غائب	انہوں نے انکار کیا
بِئْسَ	ب ء س	فعل جامد ذم		برا ہے
الْمَصِيْرُ	ص ی ر (ض)	اسم الظرف یا مصدر		لوٹنے کی جگہ، لوٹنا

نحوی ترکیب :

وَ	لِلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِ	رَبِّهِمْ	عَذَابُ جَهَنَّمَ
استیناف		فعل ماضی+فاعل (ہم)		مضاف+مضاف الیہ	مضاف+مضاف الیہ

			جار	مجرور	
	جار+مجرور (اسم موصول)	جملہ فعلیہ خبریہ (صلۃ الموصول)			
	خبر مقدم				مبتداء مؤخر
	جملہ اسمیہ خبریہ				

وَ	بِئْسَ	الْمَصِيْرُ
استیناف	فعل جامد ذم	فاعل
	جملہ فعلیہ (خبر مقدم) مخصوص بالذم محذوف (ھی یا جھنم) (مبتداء)	

(۔۔۔جاری ہے)

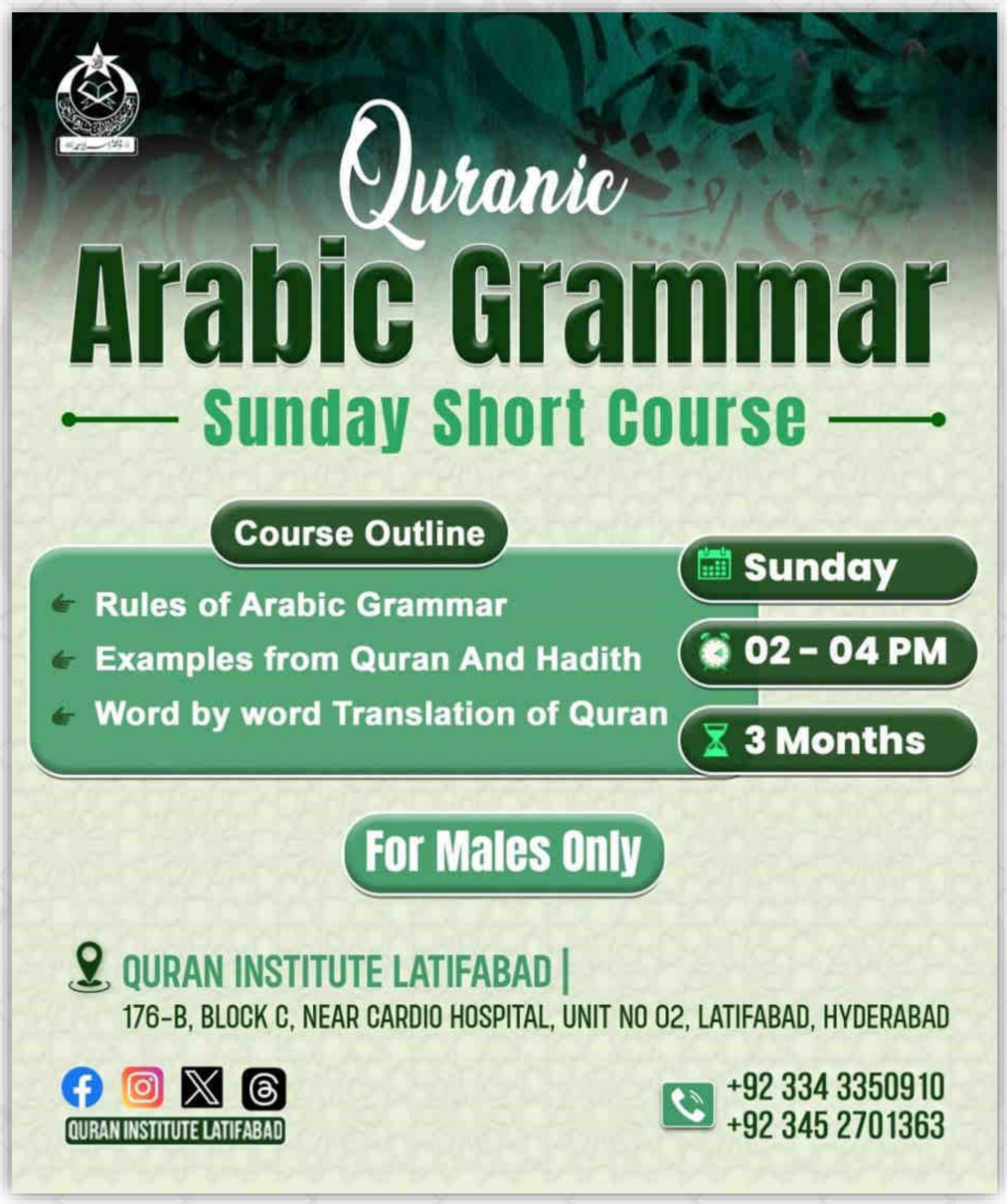

نبی اکرم ﷺ کے حقوق

عاطف محمود
استاذ و ناظم تعلیم، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں جن کو شمار بھی نہیں کیا جا سکتا جس کا تذکرہ اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں یوں فرمایا ہے کہ وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ (النحل: 18) ترجمہ: "اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہیں کر سکو گے، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

ان میں سے اہم ترین اور بڑا احسان یہ ہے کہ ہمیں اپنی محبوب ترین ہستی نبی اکرم ﷺ کی اُمت میں پیدا فرمایا کہ جس کا اُمتی بننے کی انبیا بھی خواہش رکھتے تھے۔ اس بات کا تذکرہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان الفاظ میں بیان فرمایا:

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۱۶۴﴾ (آل عمران: 164)

ترجمہ: "حقیقت یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک صاف بنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، جبکہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں بتلا تھے۔"

اسی طرح آپ ﷺ کی ذات اقدس ہر شے کے لیے باعث رحمت و نعمت ہے۔ جس کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾ (الأنبياء: 107)

ترجمہ: "اور (اے پیغمبر ﷺ) ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

چنانچہ آپ ﷺ کی ذات مقدسہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے اور آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو اپنے حق میں رحمت بنانے کے لیے آپ پر ایمان لانا شرط ہے۔ نیز آپ ﷺ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں جن کا شمار ممکن نہیں اور پوری امت بحیثیت مجموعی بھی آپ ﷺ کے احسانات کا بدلہ نہیں اتار سکتی۔ اسی طرح آپ ﷺ کے ہم پر بے شمار حقوق ہیں جن کا بیان کرنا نہایت مشکل امر ہے البتہ چند بڑے حقوق کا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ جن کو ادا کر کے ہم آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ اور اللہ رب العزت کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔

پہلا حق۔۔۔۔ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانا

سب سے پہلا حق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لایا جائے، ان کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا جائے، یہ عقیدہ اپنایا جائے کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، یعنی اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا اور آپ ﷺ کی شریعت آخری شریعت ہے۔ یعنی جو دین حضرت آدم علیہ السلام سے چلا آرہا تھا وہ حضور ﷺ پر آکر مکمل ہو گیا۔ چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالنُّوۡرِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلۡنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۸﴾ (التغابن: 8)

"لہٰذا اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر ایمان لاؤ جو ہم نے نازل کیا ہے، اور تم جو کچھ کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔"

دوسرا حق۔۔۔۔۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت واتباع کرنا

دوسرا حق یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اطاعت کی جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی درحقیقت اللہ کی نافرمانی ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں اس مضمون کو بہت تاکید کے ساتھ اور اہمیت دے کر جگہ جگہ مختلف اسالیب اور پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء: 59)

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اہمیت کے حوالے سے یہ نکتہ نوٹ کرنے والا ہے کہ اللہ رب العزت نے پورے قرآن حکیم میں جہاں کہیں بھی اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہاں ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حکم بھی دیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ عجیب نکتہ نوٹ کرنے والا ہے کہ اللہ رب العزت نے کہیں کہیں اپنی اطاعت کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا تذکرہ کیا اور اس بھی زیادہ عجیب تر بات یہ ہے کہ کہیں کہیں یوں اسلوب اختیار کیا کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرلی تو گویا اس نے اللہ رب العزت کی اطاعت کرلی۔ سمجھنے والی بات اس میں یہ ہے کہ اصلاً تو اطاعت اللہ رب العزت کی ہے لیکن اللہ کی اطاعت ہو ہی نہیں سکتی بغیر اطاعت رسول کے گویا عملاً اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوگی۔ اسی بات کو علما یوں سمجھاتے ہیں کہ اگر کسی چیز کا حکم قرآن مجید میں موجود نہیں ہے لیکن سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کا حکم موجود ہے تب بھی اس پر عمل کیا جائے گا کیونکہ حلال وحرام کا حکم دینا جیسے اللہ رب العزت کا اختیار ہے اسی طرح اللہ رب العزت نے یہ اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ (النساء: 80)

ترجمہ: "جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے تمہیں انہیں بچانے کے لیے نہیں بھیجا۔"

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ (آل عمران: 31)

ترجمہ: "اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمان بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ (الاعراف: 157)

ترجمہ: "وہ جو اس رسول کی اتباع کریں جو غیب کی خبریں دینے والے ہیں، جو کسی سے پڑھے ہوئے نہیں ہیں، جسے یہ (اہلِ کتاب) اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور انہیں برائی سے منع کرتے ہیں اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال فرماتے ہیں اور گندی چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں اور ان کے اوپر سے وہ بوجھ اور قیدیں اتارتے ہیں جو ان پر تھیں۔"

تیسرا حق۔۔۔۔۔۔۔ محبت

تیسرا حق یہ ہے کہ مسلمانوں کو جملہ مخلوقات میں شدید ترین محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ، وَوَلَدِهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. (صحيح البخاری، رقم الحديث: 15)

ترجمہ: "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بال بچوں، ماں باپ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرنے لگے۔"

اسی طرح ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے اور آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے میری اپنی جان کے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، عمر! اب تیرا ایمان پورا ہوا۔ (صحيح البخاری، رقم الحديث: 6632)

حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے طریقوں اور سنت سے محبت کی جائے اور ان کو اپنانے کی کوشش کی جائے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي. (سنن الترمذی،رقم الحديث: 2678)

ترجمہ: "جس نے میری سنت کو زندہ کیا دراصل اس نے مجھ سے محبت کی۔"

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.(صحيح البخاری،رقم الحديث: 5063)

ترجمہ: "جس نے میرے طریقہ سے منہ موڑا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

نبی اکرم ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی آل و اصحاب سے محبت کی جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے اصحاب اور اہل بیت سے محبت کرنا اور ان کی تعظیم و توقیر کرنا بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے ان کی سیرت و کردار اور ایمان کو معیار بنایا ہے اور کہا ہے کہ ان کی طرح ایمان لاؤ گے تو تمہارا ایمان قابل قبول ہوگا۔ یہ صحابہ اور اہل بیت ہمارے لیے ستاروں کی مانند ہیں۔ ان کے راستے پر چل کر ہی ہماری نجات ہے۔ ان کی مخالفت کرنے والا، ان کی توہین کرنے والا اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا رہا ہے۔

اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي، اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ، وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.(سنن الترمذی، رقم الحديث: 3862)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملہ میں، اور میرے بعد انہیں ہدف ملامت نہ بنانا، جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا، جس نے انہیں ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ وہ اسے اپنی گرفت میں لے لے۔"

چوتھا حق.......... تعظیم و توقیر

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو بڑی عظمتوں، رفعتوں، بڑی شان کا حامل بنایا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا لمحہ نہیں گزرتا جس میں نبی اکرم ﷺ کا

ذکر خیر نہ ہوتا ہو۔ اللہ رب العزت نے اپنے ذکر کے ساتھ اپنے محبوب کا ذکر بھی لازم فرمایا ہے۔ اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو اپنے محبوب کی عزت و تعظیم کا حکم دیا ہے۔ ادب و احترام کے ساتھ پیش آو۔ اللہ نے جب کسی نبی کو مخاطب کیا تو نام لے کر کیا لیکن اپنے حبیب کو نام لے کر نہیں پکارا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو نبی اکرم ﷺ کی تعظیم کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ (الحجرات: 2)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت (ضائع) نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔"

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝۸ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ۝۹ (الفتح: 9-8)

ترجمہ: "بے شک ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔"

پانچواں حق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔درود و سلام

پانچواں حق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر کثرت کے ساتھ درود و سلام بھیجا جائے اور یہ ایک ایسا نیک عمل ہے کہ اسے اللہ رب العزت اور فرشتے بھی انجام دیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝۵۶ (الاحزاب: 56)

ترجمہ: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔"

نبی اکرم ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجنے پر دس مرتبہ رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا. (صحيح مسلم، رقم الحديث: 408)

ترجمہ: "جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔"

جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجنے کا اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ درود حضور ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ "قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ؟ يَقُولُونَ: بَلِيتَ، فَقَالَ: "إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ". (سنن ابی داود، رقم الحديث: 1047)

ترجمہ: "لہٰذا تم اس دن مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ (قبر میں آپ کا جسدِ اطہر) تو بوسیدہ ہوجائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ بات حرام کردی ہے کہ وہ انبیا کے جسموں کو کھائے۔"

جو نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کی روح کو لوٹاتا ہے اور حضور ﷺ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ، إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. (سنن ابی داود، رقم الحديث: 2041)

"جو کوئی مجھے سلام کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹاتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔"

جو شخص نبی اکرم ﷺ پر درود نہیں بھیجتا وہ سب سے بڑا بخیل ہے۔ چنانچہ:

نبی ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ جب پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا: "آمین" پھر دوسری پر چڑھے تو فرمایا: "آمین" پھر تیسری پر پڑھے تو فرمایا: "آمین" صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو تین مرتبہ "آمین" کہتے ہوئے سنا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب میں پہلی سیڑھی پر چڑھا تو جبرائیل میرے پاس آئے اور کہا: بدبخت ہے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا، پھر وہ گزر گیا اور اس کی بخشش نہ ہوئی، تو میں نے کہا: "آمین"۔ پھر کہا: بد نصیب ہے وہ بندہ جس نے اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کو پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کرایا، تو میں نے کہا: "آمین"۔ پھر کہا: کم بخت ٹھہرا وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور اس نے آپ پر درود نہ پڑھا۔ میں نے کہا: "آمین"۔ (المستدرک للحاكم، كتاب البر والصلة، رقم الحديث: 7336)

چھٹا حق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نصرت و حمایت

چھٹا حق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی نصرت کی جائے اور آپ ﷺ کی مدد سے مراد کوئی ذاتی نوعیت کی مدد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کے مشن اور مقصد میں ہاتھ بٹانا ہے۔ اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد لیا کہ تم نبی اکرم ﷺ پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد بھی کرو گے۔ چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝۸۱ (آل عمران: 81)

ترجمہ: "اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا: کیوں! تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا، فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔"

نبی اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت نے اس لیے بھیجا تا کہ آپ ﷺ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کریں اور اس مقصد کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے بہترین مددگار اور حمایت و نصرت کرنے والے تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ میں ایسے افراد پھر دوبارہ نظر نہیں آئے کہ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی مدد کرنے میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی جان، مال، گھر بار، غرض ہر چیز اللہ کے رسول ﷺ کے مشن کو پورا کرنے میں نہ صرف لگا دیتے ہیں بلکہ کھپا دیتے ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صحابہ کرام کی کیا خوبصورت تعریف کی ہے:

"یہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھی ہیں، دلوں کے بڑے پاکباز اور صاف ہیں، علم میں بڑے پختہ ہیں، سادہ، بے تکلف زندگی گزارنے والے ہیں۔ انہیں اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی صحبت، نصرت و حمایت، حق کے اظہار، دین کی نشر و اشاعت اور اسے دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لیے چن لیا ہے۔ رب کعبہ کی قسم یہ صراط مستقیم کے راہی ہیں۔"

حضور ﷺ تو اپنی حیات مبارکہ میں عرب کی سرزمین پر اللہ کا دین غالب فرما کر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کام کو آگے بڑھایا اور خلفائے راشدین کے دور میں دنیا کا ایک بڑا حصہ اسلام کے ماتحت آ گیا۔ البتہ اب قرب قیامت پوری دنیا میں اللہ کا

دین غالب ہونا ہے لہٰذا اب یہ میری اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ حق کا بول بالا کرنے کے لیے جدوجہد کریں ۔ جس کا آغاز اپنی ذات پر دین کو نافذ کرنے سے ہوگا پھر اس دین کی دعوت دوسروں تک پہنچانی ہوگی ۔ قرآن مجید بار بار اس ذمہ داری کی وضاحت کرتا ہے ۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں :

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران: 110)

ترجمہ : "(اے مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لیے ظاہر کی گئی، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر یہی ذمہ داری ہمیں سونپ دی تھی ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس موقع پر پوچھا کہ کیا میں نے تم تک دین پہنچا دیا سب نے بیک زبان جواب دیا کہ آپ ﷺ نے نہ صرف دین ہم تک پہنچا دیا بلکہ حق امانت اور حق وصیت ادا کر دیا جس پر نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ جو یہاں موجود ہیں وہ ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں ۔ جیسا کہ بیان ہو چکا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر اس حکم کو دل وجان سے قبول کیا تو تقریباً آدھی دنیا پر اسلام کا پرچم لہرا دیا ۔ اب یہ دین ہم تک پہنچ چکا ہے چنانچہ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ اس دین کی دعوت و تبلیغ کا کام کریں اور اس کے غلبہ کے لیے جدوجہد کریں جو کہ دراصل نبی اکرم ﷺ ہی کی مدد و نصرت ہے ۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نبی اکرم ﷺ کے ان حقوق کو اپنی مقدور بھر طاقت کے بقدر پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا رب العالمین

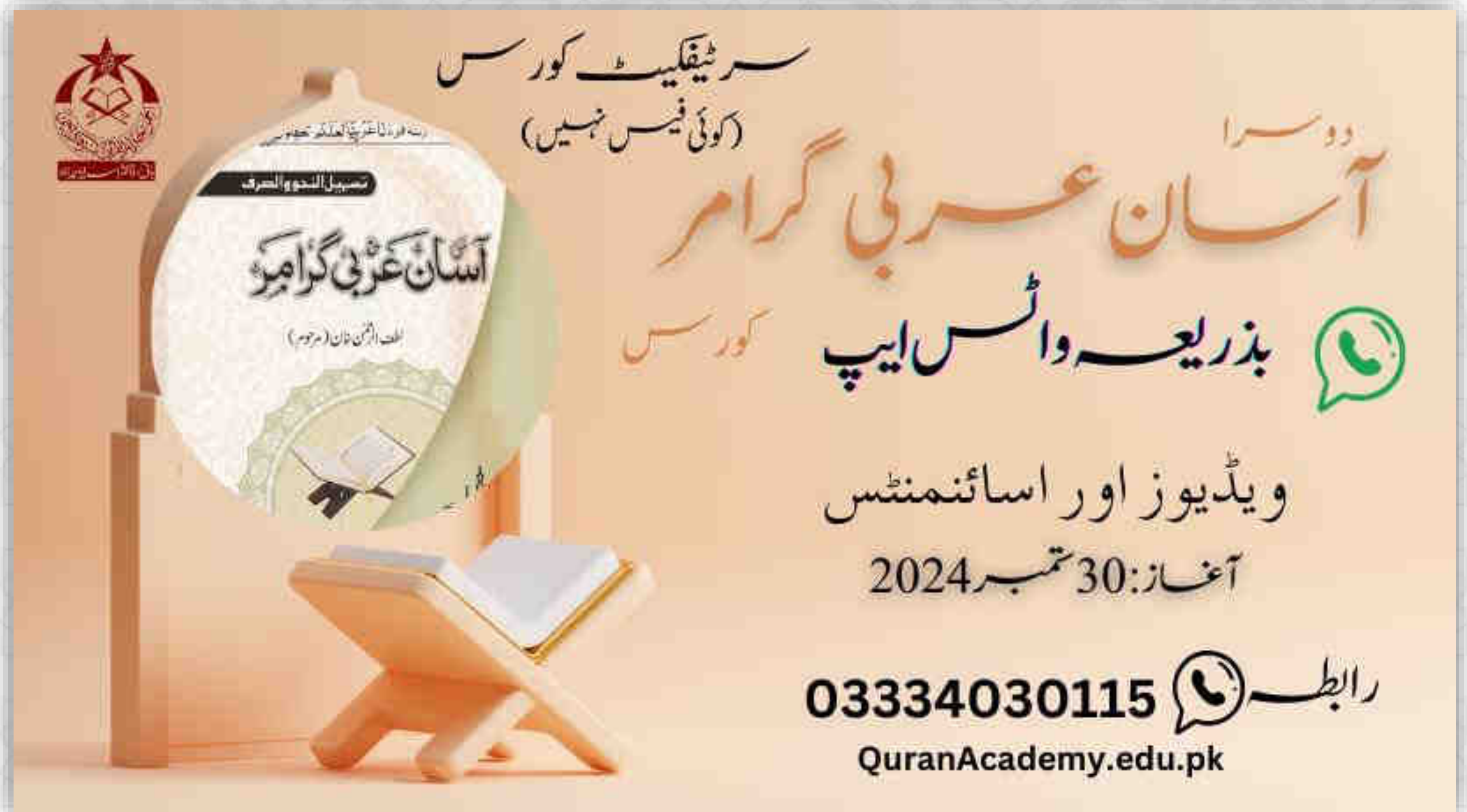

بدعت سے اجتناب

احمد علی

معتمد قرآن اکیڈمی یاسین آباد

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ (الانعام: 153)

"اور یہ کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے، پس تم اس کی پیروی کرو اور (اس صراط مستقیم کو چھوڑ کر) دوسرے راستوں پر نہ پڑ جاؤ کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا کر منتشر کر دیں گے یہ ہیں وہ باتیں جن کی اللہ تمہیں وصیّت کر رہا ہے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔"

وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: 08)

"اور رسول تمہیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے تمہیں روک دے تو رک جاؤ۔"

بدعت کی تعریف :

یہ "بدع" سے لیا گیا ہے اس کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کا ایسے طریقے پر ایجاد کرنا جس کی پہلے کوئی اساس یا بنیاد نہ ہو۔

ابتداع اور ایجاد کی دو قسمیں ہیں :

1۔ تمدنی ترقی کے نتیجے میں نئی نئی ایجادات۔ یہ جائز ہے جیسے فریج، کمپیوٹر، ہوائی جہاز وغیرہ بدعت نہیں ہیں۔

2۔ دین میں کسی نئی چیز کا ایجاد کرنا۔ یعنی ہر وہ عمل بدعت کہلائے گا جس کا تعلق ہماری عبادات سے ہو یا جو ثواب اور نیکی سمجھ کر کیا جائے لیکن شریعت یعنی قرآن وسنت میں اس کی کوئی بنیاد یا ثبوت نہ ہو، جو نہ خود نبی ﷺ نے کیا ہو اور نہ ہی اس کا حکم دیا ہو اور نہ ہی اس کی اجازت دی ہو۔ ایسا عمل اللہ کے ہاں مردود ہے :

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ. (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو دین میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔"

- وہ مسائل جن کے بارے میں قرآن وسنت سے کوئی دلیل نہیں ملتی جیسے رسم فاتحہ، رسم قل، دسواں، چالیسواں، گیارہویں، قرآن خوانی، میلاد، برسی، قوالی، چراغاں، کونڈے، جھنڈے وغیرہ۔
- حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "شیطان کو معصیت کے مقابلے میں بدعت زیادہ محبوب ہے۔"
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان پر عمل کرو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔" (رواہ حاکم، صحیح)

- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ کی کاوشوں کا تذکرہ کرنا اس لیے ضروری ہے کہ موجودہ دور میں ہم اختلافی امور اور فروعی معاملات کو بنیاد بنا کر مختلف فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔
- حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما گواہی کے بغیر کسی کی حدیث قبول نہیں کیا کرتے تھے۔
- حضرت علی رضی اللہ عنہ راوی حدیث سے قسم لیا کرتے تھے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ احتیاط کی خاطر بہت کم احادیث لیا کرتے تھے۔
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب تم میری کوئی بات سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف پاؤ تو میری بات چھوڑ دو اور سنت کے مطابق عمل کرو اور کسی بھی دوسرے شخص کی بات پر توجہ نہ دو۔"
- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس نے رسول اللہ کی حدیث کو رد کر دیا وہ ہلاکت کے کنارے پر کھڑا ہے۔"
- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو لوگ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے یا عذاب میں بتلا نہ ہو جائیں۔"
- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ اگر آپ کا کوئی قول قرآن کے خلاف ہو تو کیا کیا جائے؟ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: "قرآن کے مقابلے میں میرا قول چھوڑ دو۔" پھر پوچھا کہ اگر آپ کا کوئی قول سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہو تو کیا کیا جائے؟ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: "سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں میرا قول چھوڑ دو۔" پھر پوچھا اگر آپ کا قول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کے برعکس ہو تو کیا کیا جائے؟ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: "صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں میرا قول چھوڑ دو۔"

یہ جان لینا چاہیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جہاں عمل کر کے سنت نہ چھوڑی ہو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھرپور زندگی گزاری ہے اور ہر پہلو میں ہدایات دی ہیں۔ بعد میں کوئی نبی آنے والے نہیں اور یہ حقیقت ہے کہ

"جب بھی لوگ کوئی بدعت ایجاد کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس جیسی ایک سنت ان سے چھین لیتے ہیں۔" (مسند احمد)

الحمد للہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں ہمیں تمام احکامات واضح طور پر بتلا دیے گئے ہیں جیسا کہ مشکوۃ شریف میں ایک حدیث ہے:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حلال ظاہر ہے حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے لہذا جس شخص نے مشتبہ چیزوں سے پرہیز کیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو پاک و محفوظ کر لیا۔ یعنی مشتبہ چیزوں سے بچنے والے کے نہ تو دین میں کسی خرابی کا خوف رہے گا اور نہ کوئی اس پر طعن و تشنیع کرے گا اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں بتلا ہوا وہ حرام میں بتلا ہو گیا اور اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو ممنوعہ چراگاہ کی مینڈ پر چراتا ہے اور ہر وقت اس کا امکان رہتا ہے کہ اس کے جانور اس ممنوعہ چراگاہ میں گھس کر چرنے لگیں۔ جان لو ہر بادشاہ کی ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہ حرام چیزیں ہیں اور اس بات کو بھی ملحوظ رکھو کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست حالت میں رہتا ہے یعنی جب وہ ایمان و عرفان اور یقین کے نور سے منور رہتا ہے تو اعمال خیر اور حسن اخلاق و احوال کی وجہ سے پورا جسم درست حالت میں رہتا ہے اور جب اس ٹکڑے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے یاد رکھو گوشت کا وہ ٹکڑا دل ہے۔ (متفق علیہ)

ذیل میں انسانی زندگی کے مطابق اسلام کی بتائی گئی ہدایات درج کی گئی ہیں۔

پیدائش

جن امور کی اجازت ہے :	جو امور منع ہیں :
• بچہ کے لیے ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے، (مسنون ہے)۔	• عقیقے کے موقع پر تقریب کے لیے کوئی جواز نہیں۔
• ختنہ کروانا۔	• ختنہ کے موقع پر کسی کو دعوت دینے کا کوئی جواز نہیں۔
• نام رکھا جائے۔	• سالگرہ (عید میلاد النبی ﷺ) وغیرہ۔
• اس کا سر منڈوایا جائے (بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کی جائے)۔	

شادی بیاہ

جن امور کی اجازت ہے :	جو امور منع ہیں :
• منگنی کے موقع پر صرف زبانی یا بذریعہ خط وکتابت معاملہ طے کر لینا چاہیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَظْهِرُوْا النِّكَاحَ وَاخْفُوْا الْخِطْبَةَ. "نکاح علی الاعلان کرو اور منگنی کو چھپاؤ۔"	• منگنی کے موقع پر تبادلہ، ہدایا وغیرہ۔
• محفل نکاح مسجد میں منعقد کی جائے تاکہ اعلان عام کا تقاضا بھی پورا ہو جائے۔	• چھوٹی منگنی، بڑی منگنی، منگنی کی کوئی تقریب نہیں۔
• مہر حسب حیثیت اوسط درجے کا ہو اور اس کی ادائیگی ضرور ہو۔	• مایوں، تیل، مہندی وغیرہ۔
• دعوت ولیمہ مسنون ہے، اور ضرور ہونی چاہیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَوْلِمُوْا وَلَوْ بِشَاةٍ. "ولیمہ ضرور کرو خواہ ایک بکری کا۔"	• برات کا عجمی رواج (لڑکی والوں کے ہاں دعوت غیر مسنون طریقہ ہے)
	• جہیز کی رسم کی وجہ سے لڑکیوں کو نکاح سے روکے رکھنا جائز نہیں ہے۔

فوتگی

جن امور کی اجازت ہے :	جو امور منع ہیں :
• تدفین کا انتظام جلد از جلد کیا جائے، ارشاد نبوی ﷺ ہے: "نماز کا وقت ہو جائے، لڑکی بالغ ہو جائے اور جنازہ جب تیار ہو جائے تو دیر درست نہیں ہے۔"	• میت پر جزع فزع کرنے اور بین ڈالنے والوں پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔
• اگر کوئی صدقہ کی یا اونٹ وغیرہ ذبح کرنے کی وصیت کرتا ہے تو اس کی ادائیگی کی جا سکتی ہے۔	• تین دن سے زیادہ سوگ منع ہے (سوائے بیوہ عورت کے کہ وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے)
• میت پر سوگ سے مراد تین دن تک کوئی خوشی کا کام نہ کرنا۔	• تیجا یا سوئم، ساتواں، چہلم یا چالیسواں وغیرہ۔
• میت کے لیے انفرادی دعا مستحب ہے (زیادہ سے زیادہ کی جائے)۔	• اجتماعی دعا کے لیے بیٹھنا اور ایسے ہی تعزیت کرنا۔
• مرنے والے کے عزیزوں سے تعزیت کرنا اور صبر کی تلقین کرنا۔	
• میت کے لیے دعاء مغفرت کی غرض سے نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کرنا۔	

گھریلو تنازعات کے اسباب و تدارک

حافظ محمد اسد

استاذ، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

گھریلو جھگڑے تقریباً ہر گھر میں عام ہیں اور کچھ خاندان خانگی اُمور پر تنازعات کے باعث بکھر گئے (یعنی نوبت علیحدگی تک جا پہنچی) اس ضمن میں یہ جاننا ضروری ہے کہ تنازعات کا سبب کیا ہے اور کیسے اس مسئلہ پر قابو پانا ممکن ہے ، اکثر دیکھا گیا ہے کہ مرد، عورتوں کو وقت نہیں دیتے اور عورت ہمیشہ اپنے شوہر کی مکمل توجہ چاہتی ہے ، اور اس میں کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں ہوتی خاص کر اکلوتی لڑکیاں جن کو اپنے ماں باپ کے گھر میں ہمیشہ توجہ اور لاڈ پیار ملتا ہے اُن کا معاملہ یہ ہے کہ سسرال میں بھی بھرپور توجہ چاہتی ہیں جو ممکن نہیں ، اب نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کو تھوڑا سا بھی نظر انداز کرنا ان کے رویے اور سلوک میں تبدیلی لے آتا ہے ، سوچنے کی ضرورت ہے کہ اکلوتی بیٹی نے بھی آخر ایک دن سسرال چلے جانا ہے ، لہذا اپنی بیٹیوں کو بلاوجہ نہیں بگاڑنا چاہیے بلکہ اُن کی تربیت اس انداز سے کی جائے کہ وہ سسرال کے ماحول میں ہم آہنگی پیدا کریں ورنہ دن بدن طلاقوں کی شرح میں اضافے سے معاشرہ جس بگاڑ کی طرف چل پڑا ہے اس میں کمی نا آسکے گی ، کیونکہ ہمارے ہاں طلاق یافتہ عورت کا دوبارہ گھر بس جانا بے حد دشوار ہوتا ہے جیسے معاشرے میں رہنے والا ہر شخص خوب جانتا ہے ۔

خاندانی اختلافات دور کرنے میں رکاوٹ :

جو چیز سب سے بڑی رکاوٹ بنتی ہے وہ خود بینی اور خود پسندی ہے ، انسان جب صرف اپنی خوبیوں کو دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو "عقل کل" سمجھتا ہے تو اُسے اپنے میں کبھی کوئی خامی یا برائی نظر نہیں آتی ۔ اس وقت اور بھی برا ہوتا ہے جب دونوں میاں بیوی اس مرض میں مبتلا ہوں لہذا دونوں اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں مشکل بنا لیتے ہیں ۔

خاندانی اختلافات کے چند اسباب :

میاں بیوی کے خیالات کا ایک دوسرے سے نہ ملنا بھی تنازع کا ایک سبب بن سکتا ہے ۔ ایک خاتون سے جب ازدواجی زندگی کے نشیب و فراز کے بارے میں پوچھا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ میرے میاں کو ہر وقت گھومنے پھرنے کا شوق ہے جبکہ مجھے گھر پر رہ کر خانہ داری کرنے میں مزہ آتا ہے ۔ وہ چائنیز کھانے کے دلدادہ ہیں لیکن مجھے چٹ پٹے کھانے اچھے لگتے ہیں سات سال ہو گئے نہ میری پسند بدل سکی نہ ان کی اور میرا خیال ہے ہماری پسند ناپسند ایک نہ ہو سکے گی لیکن گزارہ ہو رہا ہے (کبھی وہ میری کبھی میں ان کی بات مان لیتی ہوں) اگر ہم ضد یا ہٹ دھرمی کرتے تو شاید ایک ساتھ نہ چل پاتے ۔

یہاں مرد حضرات کو بھی اپنے رویے میں تبدیلی کی ضرورت ہے کہ جس طرح وہ اپنے کاروبار پر توجہ دیتے ہیں ، اسی طرح اگر اپنے گھر والوں کو بھی وقت دیں تاکہ گھر کا ماحول بہتر ہو اور اخلاق و محبت کا ماحول پیدا ہو ، حدیث مبارک ہے :

اِنَّ الرِّزْقَ لَیَطْلُبُ الْعَبْدَ کَمَا یَطْلُبُهُ اَجَلُهُ.(مسند البزار، ج10، ص37، حدیث:4099)

ترجمہ : بندے کو رزق ایسے تلاش کرتا ہے جیسے بندے کی موت اس کو تلاش کرتی ہے۔

بزرگ کہتے ہیں کہ جب رزق انسان کو موت کی طرح تلاش کرتا ہے تو رزق میں اضافے کی کوششوں میں دن رات ضائع کیوں کیے جائیں، لہذا اپنے گھر والوں پر بھی توجہ دیں۔

تنازع کا آغاز:

جب معاملہ یہ ہو جائے کہ میاں بیوی کو اپنی بات سچ ثابت کرنے کے لیے دلائل دینے پڑیں تو سمجھ جائیں کہ گھر بربادی کی طرف بڑھ رہا ہے، اس مسئلے پر فوراً قابو پانے کی کوشش کریں۔ گھریلو تنازعات کی ایک اہم وجہ بیٹے کا والدین کو وقت نہ دینا بھی ہے یہاں میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں، ایک (اچھے کھاتے پیتے گھرانے کے) نوجوان کی شادی ہوئی بیاہ سے پہلے اس مختصر سے کنبے میں گہری محبت تھی۔ شام کو کاروبار سے فارغ ہو کر گھر کے سارے افراد اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے، چائے پیتے، تلاوت سنتے اور بات چیت کرتے۔ شادی کے بعد اس نوجوان میں اچانک تبدیلی آگئی وہ گھر میں داخل ہوتے ہی سیدھا اپنی بیوی کے کمرے میں چلا جاتا وہیں کھانا کھاتا اور زیادہ وقت کمرے میں ہی گزارتا اور صبح ماں باپ، بہن بھائیوں سے ملے بغیر کام پر چلا جاتا، اس طرز عمل سے گھر والے محسوس کرتے کہ اُن کی روزانہ کی زندگی میں ایک خلا سا پیدا ہو گیا ہے ضروری یہ ہے کہ اس خلا کو پُر کیا جائے۔ بسا اوقات ایسے میں ناراضگی کا ماحول پیدا ہوتا ہے (اور چند ہی دنوں میں ماتھے شکن آلود ہو جاتے ہیں) پھر چہ میگوئیاں، حسد و نفرت، طعن و تشنیع، پھر کھلم کھلا مخالفت اور ہوتے ہوتے بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ بیٹے سے کہا جاتا ہے بوریا بستر اٹھاؤ اور چلتے بنو۔ ساس بہو کو الزام دیتی ہے کہ میرا بیٹا جس کی سعادت مندی میں مجھے کبھی شبہ نہیں ہوا تمہارے اس گھر میں قدم رکھنے کی دیر تھی کہ اس نے آنکھیں پھیر لیں، ہو نہ ہو اسی نے پٹی پڑھائی ہے، اب ذرا رُک کر سوچیں، اس موقع پر اگر لڑکے کے والدین افہام و تفہیم سے کام لیتے کہ نئی شادی ہے ایسے میں کبھی کبھار گھر کے دیگر لوگوں کی طرف سے قدرے توجہ ہٹ جاتی ہے۔ لیکن یہ کچھ دنوں تک ہی رہتا ہے پھر حالات معمول پر آجاتے ہیں (اس موقع پر حکمت عملی کی ضرورت ہوتی ہے) لیکن ہمارے ہاں خاندان والے ایسی ایسی باتیں بناتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ ایسے معاملات میں بیٹے اور بہو کو پیار سے سمجھایا جائے ان کی تضحیک نہ کی جائے، معاملات کو سلجھانے کی کوشش کی جائے ایک دوسرے پر الزامات لگانے سے بہتر ہے کہ مل بیٹھ کر اس مسئلے کو پیار سے حل کریں، بلکہ اکثر یہ سننے کو ملتا ہے کہ ہم آپ کے بغیر بھی رہ سکتے ہیں، تو بھائی انسان دنیا میں اکیلا ہی آیا ہے اکیلا ہی جائے گا لیکن دنیا میں زندگی گزارنے کے کچھ اصول ہیں اس پر عمل کرنا لازمی ہے۔

میاں بیوی کے تنازع کی وجہ کوئی تیسرا فرد ہی ہوتا ہے جو معمولی باتوں کو ہوا دے کر جھگڑے کو بڑھاتا ہے۔ اب یا تو وہ ساس، سسر ہوں گے یا بیوی کے میکے والے۔ اس لیے شریعت نے ایک بات سمجھا دی، لڑکی کو کہا کہ دیکھو نکاح سے پہلے ایک ماں تھی اب تمہاری دو مائیں ہیں اور دو باپ ہیں۔ اسی طرح لڑکے کو بھی بتا دیا ہے کہ اب ساس سسر بھی تمہارے والدین ہیں۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے ساس اور سسر کو ماں باپ کا درجہ دیا ہے چناں چہ لڑکی کو چاہیے کہ خاوند کے گھر والوں کو خوش رکھے اور خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے گھر والوں کی عزّت و تکریم کرے یہ خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے ناگزیر ہے۔

اسلام کی عائلی زندگی سے متعلق تعلیمات :

اسلام زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہنمائی دیتا ہے، اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جس میں عقائد، عبادات، عائلی و معاشرتی نظام، معاشی، سیاسی و عدالتی نظام شامل ہیں۔ یہ سب باہم ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ کسی ایک پہلو کے متاثر ہونے سے ایک مسلمان کی پوری زندگی متاثر ہو سکتی ہے۔ عقائد کی خرابی سے ایمان خطرے میں پڑجاتا ہے۔ اسی طرح معاشرتی نظام بگڑجائے تو صحیح اسلامی معاشرہ تشکیل نہیں پا سکتا۔ اس وقت معاشرے سے عام طور پر میاں بیوی اور ساس بہو کے حوالے سے تنازعات ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں۔ ان کی سنگینی کئی اعتبار سے ہے۔ یہ جھگڑے خاندان کے افراد کا ذہنی سکون برباد کردیتے ہیں۔ ان تنازعات کے نتائج زندگی کے بہت سے معاملات پر اثرانداز ہوتے ہیں، بچوں پر مضر نفسیاتی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ اثرات تازیست ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے جس کی وجہ سے عدم تحفظ اور احساس کمتری کا شکار بن کر زندگی گزارتے ہیں ایسے جھگڑوں کے نتیجے میں خاندان جدا ہوجاتے ہیں۔ طلاق کے واقعات کا جائزہ لیا جائے تو اکثر واقعات غصہ، یا وقتی رنجش کی بنا پر پیش آتے ہیں۔ طلاق کے بعد تعلقات میں دراڑیں پڑجاتی ہیں۔ بچوں کو زندگی میں ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور میاں بیوی بھی نقصان اٹھاتے ہیں۔ میاں بیوی میں علیحدگی ہوتی ہے تو ہر متعلقہ شخص کی زندگی اس سے متاثر ہوتی ہے۔ صلح کے تعلق سے فرمان الٰہی ہے :

وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَيۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا‌ ۚ اِنۡ يُّرِيۡدَاۤ اِصۡلَاحًا يُّوَفِّـقِ اللّٰهُ بَيۡنَهُمَا ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا خَبِيۡرًا ۝۳۵ (النساء: 35)

"اور اگر تمہیں زوجین کے باہمی تعلقات بگڑجانے کا خدشہ ہو تو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے مقرر کرلو، اگر وہ دونوں صلح چاہتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان میں موافقت پیدا کردے گا، اللہ تعالیٰ یقیناً سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔"

دونوں کی طرف سے مقرر کردہ حکم / پنچ میاں بیوی کے درمیان صلح کی راہ تلاش کرنے بیٹھیں گے اور تحقیق کریں گے کہ ان کے درمیان تنازع کے کیا اسباب ہیں؟ اب مندرجہ ذیل نکات پر توجہ رکھیں۔

ضروری ہے کہ فریقین کی گفتگو کی شروعات بدگوئی اور سخت کلامی سے نہ ہو۔ بدگوئی کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے منہ پر اسے برا بھلا بولنا یا کوئی ایسی بات کہنا جس سے اسے اذیت پہنچے۔

ایک خاندان کی تباہی کے درج ذیل عوامل ہوسکتے ہیں :

تنقیص : سب سے پہلا اور مہلک عمل تنقیص ہے۔ زوجین کو ایک دوسرے سے شکایتیں ہونا تو فطری ہے مگر جب شکایت تنقیص کی صورت اختیار کرجائے تب مسائل کھڑے ہوجاتے ہیں۔ شکایت اور تنقیص کے فرق سے ہم واقف ہیں۔ لہٰذا حکم کا کام ہے کہ تنقیص کو روکے۔

توہین و تحقیر : تنقیص کے بعد توہین کا عمل شروع ہوتا ہے۔ اس کی مثال بدزبانی اور برے القاب کا استعمال ہے۔ یہ بدترین عمل ہے جو دوسرے کو غصہ پر اکساتا ہے۔ اس کے نتیجے میں تنازعہ بڑھتا ہے، ایک فریق توہین کرتا ہے تو دوسرا فریق اس کا جواب اپنے دفاع میں دیتا ہے پھر الزام تراشی شروع ہوجاتی ہے۔ اس سے تنازعہ مزید پیچیدہ ہوتا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے، اس پر ظلم نہیں کرتا اسے بے یارومددگار نہیں چھوڑتا، اس کی تحقیر نہیں کرتا، کسی مسلمان کے شر کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔" (مسند احمد)

مدافعت: ایک فریق توہین کرتا ہے، تو دوسرا فریق اپنا دفاع کرنے میں لگ جاتا ہے، اس طرح تیسرا عمل (مدافعت) وجود میں آتا ہے۔ مدافعت کے معنیٰ عملاً دوسرے فریق پر الزام رکھنے کے ہوجاتے ہیں۔ گویا یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ میں بالکل بے گناہ ہوں ساری خرابیاں آپ میں ہیں مجھ میں نہیں۔ اس طرح مسئلہ حل نہیں ہوتا بلکہ تنازعہ مزید بڑھتا ہے۔

سرد مہری اور بات چیت میں تعاون نہ کرنا: درج بالا تینوں عوامل کے بعد چوتھے عمل (سرد مہری اور بات چیت میں عدم تعاون) کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہ علامت ہے تنازعہ کے بڑھنے کی، چوتھا عمل مردوں سے زیادہ عورتوں میں عام ہے۔ ایک فریق دوسرے کو نظرانداز کرتا ہے۔ کسی بات کا جواب نہیں دیتا اس سے پہلا فریق اور غصہ میں آجاتا ہے۔

جذبات کی رو میں بہہ جانا: ایک فریق کا رویہ جذبات کے تابع ہوجاتا ہے تو یہ اشارہ ہے کہ نکاح اب طلاق کے خطرے سے دوچار ہے۔ جذبات کے غلبے کا مطلب ہے دوسرے فریق کی تنقیص، توہین اور اس پر الزام تراشی۔ یہ رویہ دوسرے فریق کو مشتعل کرتا ہے۔ بہت سے افراد جذبات کے غلبے کے تحت بات چیت سے دوری اختیار کرتے ہیں یا گفتگو سے الگ ہوجاتے ہیں، جواب ہی نہیں دیتے، یہ جواب نہ دینا منفی رویے سے تو بچاتا ہے مگر یہ طلاق کی طرف لے جاسکتا ہے۔

اصلاح کی کوشش کی ناکامی: اصلاحی کوششوں کے ناکام ہونے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اب آخر طلاق ہونا ہی ہے۔ اس کے باوجود دیکھا گیا ہے کہ میاں بیوی کی جانب سے اصلاح کی کوششوں سے اس مرحلے میں بھی مسئلہ کا حل نکل آتا ہے۔ بعض اقدامات مؤثر ہوتے ہیں، جیسے معافی مانگنا، معاف کرنا یا مسکرانا۔ اس طرح کی روش اصلاح کی کوشش کہلائے گی، (فریقین ماضی کے منفی واقعات دہراتے ہیں تو تعلقات کی ایک مسخ شدہ تصویر ابھرتی ہے جو رشتوں کے مستقبل پر اثرانداز ہوتی ہے) حکم کا کام یہ ہے کہ ماضی کے ناخوش گوار معاملات و واقعات کا ذکر نہ ہونے دے، اسلام میاں بیوی کے اختلافات دور کرنے کی تاکید کرتا اور صلح کے لیے رہنمائی کرتا ہے۔

صلح کے نتائج:

میاں بیوی کے درمیان صلح سے خاندان کا وجود کٹنے پھٹنے سے محفوظ رہتا ہے، خاندانی زندگی قائم رہتی ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات مضبوط ہوتے ہیں، تو اولاد کو پر امن اور مستحکم تربیت گاہ میسر ہوتی ہے۔ وہ ہر قسم کے انحراف سے محفوظ رہتے ہوئے والدین کی شفقت حاصل کرتے ہیں اور اچھی تربیت پاتے ہیں۔ خاندانی جھگڑوں کے اسباب تو ان گنت ہیں، مگر اصل سبب یہ ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی فریق اخلاقی اصولوں کی خلاف ورزی کی بنیاد پر زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں لوگوں کی تحقیر مذاق اڑانا، بدگمانی، تجسس، غیبت، چغل خوری اور بہتان تراشی جیسے عیوب عام ہیں۔ یہ عادتیں برائیاں سمجھی ہی نہیں جاتیں۔ مرد ہوں یا خواتین باہمی گفتگو کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اکثر گفتگو انہی چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ حکم کو ذی علم، دیانت دار اور نیک نیت ہونا چاہیے۔ وہ صدق دل سے چاہتے ہوں کہ زوجین میں اصلاح ہوجائے۔ اس کے لیے اخلاص کے ساتھ کوشش بھی کریں۔ چاہیے کہ دونوں حکم میاں بیوی کے اختلاف کی وجہ تلاش کریں، سمجھائیں بجھائیں اور اصلاح پر آمادہ کریں تو اللہ کی مدد بھی شامل حال ہوگی۔ ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور پائیدار بنانے کے لیے ایک سنہری اصول:

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے ام درداء رضی اللہ عنہا سے کہا:

"اگر مجھے غصہ آئے تو مجھے راضی کرنا اور اگر تمہیں غصہ آئے گا تو میں تمہیں منالوں گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو بہت جلد ہمارے درمیان جدائی ہو جائے گی۔" (روضة العقلاء لابن حبان)

جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بڑے شیطان نے پانی پر تخت بچھا رکھا ہے۔ شیطان کے کارندے دنیا میں جاتے ہیں کاروائیاں کرتے ہیں اور پھر واپس آکر اُسے رپورٹ دیتے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے فلاں جگہ جا کر یہ کام کیا، دوسرا آتا ہے کہ میں نے فلاں شہر میں جا کر یہ حرکت کی ہے۔ لیکن شیطان کے دربار میں سب سے زیادہ شاباش اُس کو ملتی ہے جو بتاتا ہے کہ میں فلاں گھر گیا اور وہاں اتنا جھگڑا ڈالا کہ میاں بیوی میں طلاق ہو گئی۔ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ابلیس اپنے تخت پر کھڑا ہوتا ہے، اسے اپنے سینے سے لگاتا ہے اور اس کی پشت تھپتھپاتا ہے کہ اصل کام تو نے کیا ہے۔

گھروں کو دینی ماحول سے آباد کریں:

سرورِ کائنات محمد عربی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا.(صحيح مسلم، رقم الحديث: 1821)

ترجمہ: گھروں میں (بھی) نماز پڑھا کرو، اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔

چنانچہ گھروں میں اگر قرآن مجید کی تلاوت ہوگی نماز ہوگی ذکر ہوگا درود شریف کا ورد ہوگا اور خیر کی باتیں ہوں گی تو گھروں میں فرشتے اللہ کی رحمت لے کر آئیں گے۔ لیکن اگر گھر میں نماز اور درود واذکار سے غفلت ہوگی تو پھر شیطان اور اس کے کارندے ہی آئیں گے اور فرشتوں یا شیاطین میں سے جو بھی گھر آئے گا اس کے گھر پر اثرات ہوں گے۔ چناں چہ ہمارے تمام مسائل کا حل قرآن وسنت کو مضبوطی سے تھام لینا ہے اس کے علاوہ ہمارے لیے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں رسول کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہمارا گھر جنت نظیر بن جائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

حب رسول ﷺ کے تقاضے

سید شاکر علی

استاذ، قرآن انسٹیٹیوٹ، لطیف آباد، حیدر آباد

ماہ ربیع الاول ہر سال اپنی رحمتوں کے ساتھ اپنی روحانی برکتوں کے ساتھ اور نعمتوں کے ساتھ امتِ مسلمہ پر سایہ فگن ہوتا ہے اور ذکر رسول کی محفلیں جا بجا سج جاتی ہیں۔ حب رسول کے تقاضے بیان کیے جاتے ہیں لیکن یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حب رسول اور اتباع رسول کسی خاص مہینے خاص دن یا خاص وقت کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو وہ سدا بہار کیفیت ہے جو ایک بندۂ مومن کا سرمایۂ حیات ہے۔ یہ تو وہ محبت ہے جو بندۂ مومن کے دل میں ایسے کھب جاتی ہے کہ اعمال کے اعتبار سے ایک کمزور مسلمان بھی ناموس رسالت کے لیے فوراً جان دے دینے پر تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ نبی کے مشن کے لیے جان لگا دینے کو تیار نہیں ہوتا جان کھپا دینا اس پر بوجھ ہوتا ہے۔ ربیع الاول کا مہینہ جہاں ایک طرف ولادت باسعادت کا مہینہ ہے تو وہیں ایک طرف یہ انتقال پر ملال کا مہینہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس دار فانی کو الوداع کہا تھا۔ اور جہاں یہ انتقال پر ملال کا مہینہ ہے وہیں یہ وصال پر جلال کا مہینہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے "في الرفيق الاعلی" کہہ کر اللہ سے ملاقات کرنے کو اختیار کیا۔ اور وصال پر جلال کے ساتھ ساتھ یہ انتقالِ کارِ رسالت کا مہینہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال پر جلال کے ساتھ ہی نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ رسالت کا سلسلہ جو وحی الٰہی کی رہنمائی میں جاری تھا وہ بھی اختتام کو پہنچا لیکن کارِ رسالت تو باقی تھا قیامت تو ابھی نہیں آئی کئی نسلوں نے کئی قوموں نے ابھی پیدا ہونا ہے تو کارِ رسالت تو باقی ہے۔ پھر اس عظیم بار گراں کے لیے رب کائنات نے فرد واحد کے کاندھوں سے اس ذمہ داری کو ہٹاتے ہوئے بنی نوع انسان کے گروہ کو چنا کہ ارتقائی مراحل طے کرتے کرتے انسانیت اس مقام تک آچکی تھی کہ وہ اس کوہ گراں کو اٹھانے کی متحمل ہو سکے۔ پھر ایک جلیل القدر نبی ﷺ نے اپنی زندگی کی بھرپور جدوجہد کر کے ایک رول ماڈل بھی فراہم کر دیا تھا۔ بنی نوع انسان کا ایک بہترین گروہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے اپنی زندگیاں اس مقدس مشن میں کھپا کر اپنے آپ کو اس ذمہ داری کا اہل بھی ثابت کر دیا تھا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران: 110)

کہہ کر یہ کارِ رسالت اس امت کے سپرد کر دیا اور یہ واضح کر دیا کہ تمہارے پیش نظر صرف تمہاری اپنی ذات نہیں ہے بلکہ تمہارا وجود تو پوری بنی نوع انسان کے لیے ہے۔ اور ساتھ ہی کرنے کا کام بھی تفویض کر دیا کہ تمہیں لوگوں کو بھلائی کا حکم دینا ہے اور برائیوں سے منع کرنا ہے۔ (تامرون بالمعروف) کے الفاظ میں حکم کا مفہوم شامل ہے اور یہ حکم تب ہی دیا جا سکتا ہے جبکہ قوت حاصل ہو ایک اجتماعیت اس کی اہل ہو اور یہ کام اس امت کو کیوں کرنا ہے۔ کیونکہ (و تومنون باللہ) کی روح سے یہ امت ایمان کی حامل ہے اور ایمان کے تقاضوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر شامل ہے۔ کیونکہ اسی آیت کے تسلسل میں آگے بیان ہوا:

وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

"اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا۔" گمان غالب ہے کہ اہل کتاب سے جو یہاں ایمان کا تقاضا ہوا ہے وہ امر بالمعروف اور نہیں عن المنکر کا تقاضا ہے جس کو انھوں نے حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہما السلام کے بعد نظر انداز کر دیا تھا۔ اور اے ایمان کے دعوے دارو! (مسلمانوں) اگر تم بھی اس ذمہ داری کو ادا کرتے رہو گے تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا ورنہ اللہ رب العزت اس پر قادر ہے کہ

وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا يَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ (محمد: 38)

"اگر تم رخ پھیر لوگے تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا۔" پھر یہ بھی اللہ تعالی کا احسان عظیم ہے کہ اس نے یہ جانتے ہوئے کہ انسان کی طبیعت میں حب مال حب جاہ سہل پسندی اور دیگر کمزوریاں ہیں۔ تو اگر بحیثیت امت تم اس کام کی انجام دہی میں تغافل کا شکار ہو جاؤ تو

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝١٠٤ (آل عمران: 104)

چاہیے کہ تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو نیکی کی طرف بلائے بھلائی کا حکم دے اور برائیوں سے روکتے رہے اور یہی لوگ حقیقتاً کامیاب ہونے والے ہیں۔ تو لازم ہے کہ امت مسلمہ میں کچھ لوگ تو ضرور ایک اجتماعیت کا روپ دھار کر اس کام کو اختیار کریں اور عظیم درجات کے حامل بنے جسے باری تعالیٰ نے اصل کامیابی قرار دیا ہے۔ اب یہ کام ہوگا کیسے؟ اس کی رہنمائی بھی خالق کائنات نے اپنے کلام میں فرمادی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے :

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا ؕ‏ ۝٢١ (الاحزاب: 21)

اب چونکہ اس امت کو وحی الٰہی کی رہنمائی جبرائیل علیہ السلام کی وحی کی صورت میں تو حاصل نہیں ہے لیکن وہ وحی جو قرآن کی صورت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی وہ رہنمائی کے لیے موجود ہے اور رسالت کا سلسلہ تو بند ہو گیا لیکن تعلیمات رسالت، کار رسالت انجام دینے والوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔ لیکن یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ اور آخرت کے دن کے امیدوار ہوں اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہوں۔ آخرت کا دن بندۂ مومن کے لیے اس لیے اہم ہے کہ جس طرح وہ طالب علم جس نے امتحان کے پرچے بہت محنت اور خوبی سے کیے ہوں وہ رزلٹ والے دن کا بے چینی سے منتظر ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ کامیاب ہوگا پھر بھی وہ اس خواہش کا متمنی ہوتا ہے کہ اس کے درجات کی بلندی اس کی اگلی کلاس میں ترقی کا اعلان سب کے سامنے ہو۔ اسی طرح بندۂ مومن بھی آخرت کے دن کا منتظر ہوتا ہے اور اس رزلٹ کے نتیجے میں بندۂ مومن کو ملنا کیا ہے؟ اللہ کی محبت جس کا ایک ظہور تو جنت ہے اور دوسرا ظہور ہے دیدار الٰہی۔ جس کی کیفیت ایک حدیث میں بیان ہوئی ہے اور (ذکر اللہ کثیرا) سے مراد صرف زبانی ذکر نہیں ہے بلکہ پورے وجود سے اللہ کا ذکر مراد ہے کہ اس کے ہاتھ اٹھیں تو حق کے لیے، اس کی سربلندی کے لیے، اس کے پاؤں حرکت کریں تو نیکی کے اور غلبہ دین کے لیے، اس کی زبان چلے تو اللہ کے ذکر اور اعلائے کلمۃ اللہ کی تبلیغ کے لیے، اس کے دل میں احساس ہو تو اللہ کی عظمت کا، اس کے رسول کی محبت اور اتباع کا، اس کی آنکھ بے حیائی اور فحش سے بچے، اس کے کان غیر حق بات کو سننے کے لیے تیار نہ ہو غرض پورے وجود کو ذکر مراد ہے۔ اور یہ بات بھی ہمارے ذہنوں میں مستحضر رہنی چاہیے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے غزوۂ احزاب کے موقع پر جب کہ 12 ہزار کا ٹھاٹیں مارتا لشکر مدینہ کی پر نور فضاؤں سے ٹکرا رہا تھا۔ اور یہ لشکر کوئی گل پاشی کرنے یا عید کی مبارکباد دینے کے لیے نہیں آیا تھا بلکہ اس دین کو اس دعوت کو ملیا میٹ کرنے کے لیے آیا تھا جو اللہ کی حاکمیت اور کبریائی کی مظہر تھی۔ ایسے موقع پر اس آیت کا نزول واضح کر رہا ہے کہ اصل اتباع جو حب رسول کے تقاضوں کا مظہر ہے وہ ہے غلبۂ دین اسلام کی اور اللہ کی کبریائی کو اس کی سرزمین پر نافذ کرنے کی جدوجہد یہ ہے اصل مظہر عشق رسول کا۔ باقی تمام چیزیں مثلاً مسواک کرنا، سیدھا ہاتھ استعمال کرنا اور دیگر تمام امور وہ بھی یقیناً اگر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو اپنانے کی نیت

سے کیے گئے ہوں توقابل تعریف ہیں وہ سب بھی پیروی رسول ہی ہیں ۔ لیکن اگر اصل جدوجہد اصل مقصد زندگیِ رسول پیش نظر نہ رہے جوکہ باری تعالیٰ نے قرآن میں تین مقامات پر فرمایا سورۃ التوبہ، الفتح، الصف توپھر حب رسول کے تمام دعووں پر سوالیہ نشان کھڑا ہو سکتا ہے ۔ وہ اللہ سے محبت کی امید جومذکورہ بالا آیت میں بیان ہوئی اس کے حصول کا ذریعہ بھی رب کائنات نے خود ہی بیان فرمادیا :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آل عمران: 31)

فرمایا گیا ہے کہ تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو رسول کی اتباع کرو تم چاہتے تھے اللہ سے محبت کرنا اگر اتباع رسول کروگے تو تمھاری چاہت سے بڑھ کر اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اوراس کی محبت کا مزہ یہ ہوگا کہ وہ تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا ۔ سوال یہ ہے کہ اتباع رسول ہوگی توگناہ کا کیا امکان ہے تو ایک بات تو یہ کہ جوگناہ ایمان لانے سے پہلے ہوئے وہ معاف فرمادے گا ۔ دوسری اہم بات جو سامنے آتی ہے کہ اگر تم اتباع رسول میں اس جدوجہد کا حصہ بنو گے جو کارِ رسالت ہے اور اب امت کی ذمہ داری ہے یعنی اعلائے کلمۃ اللہ ۔ تو اگر اس جدوجہد کے دوران تم سے کچھ خطائیں سرزد ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے ان سے درگزر فرمائے گا اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی اتباع رسول کی توفیق عطا فرمائے ۔

ماہانہ رپورٹ برائے آئینۂ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

رجوع الی القرآن کورس سال اول کے اکتیسویں بیچ میں تقریبا 50 طلبہ اور 40 طالبات اکیڈمی میں اور 60 آن لائن شرکا زیر تعلیم ہیں۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت فکر اسلامی اور خصوصی محاضرات کے لیکچرز میں مسلمان خواتین کے دینی فرائض زیر تدریس استاذ سید سلیم الدین صاحب اور سفر آخرت کے مراحل زیر تدریس استاذ ڈاکٹر انوار علی صاحب منعقد ہوئے۔ جب کہ ہفتہ وار "دراساتِ دینیہ کورس" میں 65 طلبہ و طالبات شریک ہیں۔

10 تا 14 سال کے بچوں کے لیے ہفتہ وار "ایکٹیو ویک اینڈ کورس" کا آغاز ان شاء اللہ 31 اگست 2024ء سے کیا جائے گا۔ جس میں نماز اور متعلقہ دعائیں، مطالعہ قرآنِ حکیم اور غیر نصابی سرگرمیوں کے حوالے سے کوئز پروگرام، تقریری مقابلہ، کھیلوں کے مقابلے وغیرہ کا انعقاد کیا جائے گا۔ اس ماہ سے خواتین کے لیے مختصر دورانیے کے کورسز کا آغاز جا رہا ہے جن میں تجوید القرآن، تدبر القرآن، تزکیہ نفس، سیرتِ صحابیات اور قرآن اب آسان کے کورسز شامل ہیں۔ جبکہ شعبہ خواتین ہی کے تحت بچیوں کے لیے ہفتہ وار Young Muslimah کورس کا آغاز بھی 31 اگست 2024ء سے کیا جا رہا ہے۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں الحمد للہ تدریس جاری ہے۔ مدرسہ البنین والبنات کے تمام شعبہ جات میں سہ ماہی امتحان 12 جولائی 2024ء کو منعقد ہوا۔ سہ ماہی امتحانات کے نتائج طلبہ و طالبات کو 27 جولائی 2024ء کو دیے گئے جس کے ساتھ ساتھ اساتذہ و والدین کی ملاقات کا اہتمام بھی رکھا گیا۔ اساتذہ و والدین ملاقات میں طلبہ کی تعلیمی پیش رفت کے ساتھ ساتھ حاضری کو بہتر بنانے کی طرف بھی توجہ مبذول کروائی گئی۔ ماہ جون میں پہلا اور تیسرا جمعہ عامر خان صاحب نے اور پہلا، دوسرا، چوتھا اور پانچواں جمعہ امیر محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب نے خطاب دیا۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

رجوع الی القرآن کورس سال اول سیکشن اے میں اس ماہ کل 60 طلبہ اور 99 طالبات، جب کہ سیکشن بی میں 28 طلبہ ریگولر اور 9 طلبہ بطور سامع شریک ہیں۔ اور رجوع الی القرآن کورس (سال دوم) میں 16 طلبہ اور 20 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت خصوصی محاضرات و لیکچرز میں مسلمان خواتین کے دینی فرائض زیر تدریس استاذ محمد ہاشم صاحب، سفر آخرت کے مراحل زیر تدریس استاذ حافظ محمد اسد

صاحب اور میرا گھر میری ذمہ داری زیر تدریس استاذ انجینئر نعمان اختر صاحب منعقد ہوئے۔ حلقات و دورات کے تحت کل 22 کورسز جاری ہیں جن میں شرکا کی زیادہ سے زیادہ تعداد 51 افراد تک ہے۔ کورسز یہ ہیں: مطالعہ حدیث (اتوار)، تربیت برائے خادمین، مختصر درسِ حدیث (اہلِ محلہ / نمازی حضرات)، نماز سے متصل ترجمہ قرآن (بعد نماز ظہر)، تجوید القرآن متصل نماز ظہر، دراسات دینیہ، قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل و قصص النبین، تجوید القرآن (سہ پہر)، سلسلہ وار دورۂ ترجمۂ قرآن، خلاصۂ مضامین قرآن (بعد فجر)، قرآن فہمی کورس (زیر اہتمام تنظیم اسلامی فیڈرل بی ایریا)، دورۂ ترجمۂ قرآن (ہر جمعہ بعد نماز عشاء)، مسائل طہارت و نماز (ہر ہفتہ بعد نماز عصر)، عربی گرامر برائے قرآن فہمی، مطالبات قرآن، علم و عمل کورس برائے طلبہ، علم و عمل لیول برائے طالبات 1، علم و عمل لیول برائے طالبات 2، علم و عمل لیول برائے طالبات 3، تذکیر بالقرآن کورس برائے خواتین، عربی گرامر (سنڈے) اور دروس اللغۃ العربیہ (جز اول)۔

الحمد للہ اسلامک ڈے کیمپ کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ 66 طلبہ جبکہ 53 طالبات کے لیے شرکت کی اسناد تیار کی گئیں۔ 03 اگست 2024ء بروز ہفتہ صبح 11 بجے تقریب تقسیم اسناد کا انعقاد کیا گیا۔ آن لائن کورسز کے تحت دراسات دینیہ اور قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل و قصص النبین جاری ہیں۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ شعبہ حفظ کل وقتی میں 95، اور درجہ قاعدہ میں 28 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ ماہ رواں حفظ کے طلبہ کو تفریحی دورہ کے لیے فارم ہاوس لے جایا گیا۔ شعبہ مدرسۃ البنین والبنات (سہ پہر 02:30 تا 04:30) میں درجہ قاعدہ کے تحت 160 اور درجہ ناظرہ کے تحت 114 طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ علاوہ ازیں مغرب تا عشا حلقہ میں مقیم طلبہ کرام اور اہل محلہ و گرد و نواح سے حضرات تشریف لاتے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد 52 ہے۔ دعوت و تبلیغ کے تحت مسجد میں چار جمعوں میں اللہ کے بندے کا کردار پر محترم سید سلیم الدین صاحب، استحکام پاکستان بذریعہ نفاذ اسلام پر محترم عاطف محمود صاحب، پاکستان کی سلامتی اور ہماری ذمہ داری پر محترم سید سلیم الدین صاحب اور مبارک ثانی قادیانی کیس اور کرنے کا اصل کام پر محترم محمد ارشد صاحب نے خطاب ارشاد فرمایا۔

شعبۂ تصنیف و تالیف کے تحت منتخب نصاب حصہ سوم، درس اول تعمیر سیرت کی تصحیح اور فارمیٹنگ کی گئی۔ ڈاکٹر عطاء الرحمن صاحب کے مقالے پانچ نمایاں تحریکات کی پروف ریڈنگ (جاری) ہے۔ رسالہ آئینۂ انجمن (ماہ اگست) کو ترتیب و تصحیح کے ساتھ مکمل کیا گیا۔ مضمون: فتنہ دجال کے مضمر اور منفی اثرات کی مکمل کمپوزنگ کی گئی۔ اور منتخب نصاب حصہ سوم کی تصحیح و تخریج کے ساتھ اسے فائنل کرنے پر کام جاری ہے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

رجوع الی القرآن کورس سال اول 25 – 2024 بحسن وخوبی جاری ہیں۔ جس میں 27 حضرات اور 45 خواتین نے رجسٹریشن کروائی۔ جس میں سے 14 حضرات 32 خواتین تسلسل کے ساتھ شرکت کر رہے ہیں۔ "اسلام کا انقلابی منشور" کے موضوع پر فکرِ اسلامی لیکچرز بذریعہ ویڈیوز ڈاکٹر اسرار احمد منعقد ہوئے۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقرآۃ للبنین والبنات میں تدریس کا عمل بحسن وخوبی جاری ہے۔ شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں 46 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 101 طلباء اور شعبہ بنات میں 131 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ مورخہ 12 اگست 2024ء بروز پیر بنین میں سہ

ماہی امتحان منعقد ہوا۔ جس میں شعبہ حفظ کے 46 طلباء اور قاعدہ و ناظرہ کے 101 طلباء نے شرکت کی اور امتیازی نمبرات حاصل کیے۔ شعبہ خواتین میں ناظرہ قرآن کی کلاس جاری ہے جس میں تقریباً 25 خواتین زیر تعلیم ہیں۔ درجہ ناظرہ کی طالبات کے لیے "بخل (مال، عبادات اور مروت میں بخل)، دکھاوا اور اس کے معاشی اثرات" کے موضوعات پر تربیتی لیکچرز منعقد کئے گئے۔ حلقات و دورات دینیہ میں تنظیم اسلامی کورنگی شرقی کے تحت بعد نمازِ مغرب حضرات کے لیے عربی گرامر کی تدریس میں 06 حضرات، اور "ہفتہ وار قرآن فہمی کورس" میں 10 حضرات، جب کہ شعبہ خواتین کے تحت جاری امورخانہ داری و تربیتی کورس میں 16 خواتین شرکت کر رہی ہیں۔ شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت شعبہ خواتین میں "پاکستان کی بقا، سلامتی اور استحکام کا ضامن نظامِ اسلام" کے موضوع پر ماہانہ درس کا انعقاد کیا گیا۔ قرآن اکیڈمی کورنگی سے متصل جامع مسجد طیبہ میں ہفتہ وار درسِ قرآن زیر تدریس صدرِ انجمن خدام القرآن، سندھ جناب انجینئر نعمان اختر صاحب جاری ہے۔ جس میں تقریباً 50 حضرات شرکت کرتے ہیں۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

موسمِ گرما کی تعطیلات کے بعد 15 اگست 2024ء سے باقاعدہ تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز ہو چکا ہے۔ 14 اگست "یومِ آزادی" کی مناسبت سے طلبا کو پاکستان کے بارے میں معلومات فراہم کی گئیں۔ اساتذہ کے لیے تربیتی کلاسز کا انعقاد کیا گیا، جس میں سے ایک نشست میں جناب عامر خان صاحب نے تدریس کی ذمہ داری ادا کی۔ جبکہ دوسری نشست میں مطالبات قرآن بذریعہ ویڈیو امیر محترم سماعت کیا گیا۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

الحمد للہ رجوع الی القرآن کورس میں تدریس کا عمل جاری ہے اس کے علاوہ خصوصی محاضرہ سفر آخرت کے مراحل زیر تدریس استاذ جناب ڈاکٹر انوار علی صاحب منعقد ہوا۔ ہفتہ وار قرآن فہمی کورس (برائے حضرات و خواتین) اور آسان عربی گرامر کورس بذریعہ واٹس اپ کے نام سے شارٹ کورسز کا بھی آغاز کیا گیا۔ 390 طلباء و طالبات نے اس کورس میں رجسٹریشن کروائی۔ نومبر کے درمیان تک یہ کورس مکمل ہوگا۔ مرکزی دفتر کی طرف سے جاری آن لائن کورس میں قرآن انسٹیٹیوٹ جوہر کے تین اساتذہ استاذ تدریس کی ذمہ داری انجام دے رہے ہیں۔ بعد نماز فجر جناب ندیم گیلانی اور قاری غلام اکبر صاحبان درس قرآن و حدیث منعقد کر رہے ہیں۔ بعد نماز ظہر "اصلاحی خطاب" کا مطالعہ جاری ہے۔ بعد نماز عصر درس حدیث کا سلسلہ بھی زیر تدریس قاری غلام اکبر صاحب جاری ہے۔ خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ جناب ڈاکٹر انوار علی صاحب اور جناب عامر خان صاحب حاصل کر رہے ہیں۔ جس کی ریکارڈنگ انجمن خدام القرآن کی ویب سائٹ اور انسٹیٹیوٹ کے YouTube چینل پر اپلوڈ کرنے کا اہتمام بھی کیا گیا۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ بچوں کے لیے جاری ہے۔ جس میں بچوں کی تعداد 55 ہے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

الحمد للہ صبح کے اوقات میں رجوع الی القرآن کورس بحسن و خوبی جاری ہے۔ بروز ہفتہ دوپہر کے اوقات میں ترجمہ و تفسیرِ قرآن کی کلاس جاری ہے۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت صبح 9 تا 12 بجے اور دوپہر ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن کی تعلیم کا سلسلہ جاری

ہے۔ بعد نمازِ مغرب بالغان کے لیے تجوید کی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب ادارہ ہذا میں درسِ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ شام کے اوقات میں حضرات وخواتین کے لیے "تفہیم الاسلام" کے عنوان سے شارٹ کورس جاری ہے۔ دوپہر کے اوقات میں ادارہ ہذا کے تین اساتذہ مختلف عنوانات کے تحت آن لائن کورسز میں تدریس کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ ادارہ ہذا کے شعبہ سندھی کے تحت رواں ماہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کتابچے "رسولِ انقلاب کا طریقِ انقلاب" کی سندھی زبان میں کمپوزنگ کی گئی۔

قرآن مرکز لانڈھی

الحمد للہ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ للبنین والبنات میں تدریس کا عمل بحسن وخوبی جاری ہے۔ شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں 56 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 41 طلبا اور شعبہ بنات میں 56 طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ مدرسہ البنین میں بزم طلبا کا انعقاد کیا گیا جس میں طلبا نے قرأۃ، حمد و نعت میں حصہ لیا۔ حلقات و دورات و دینیہ کے تحت حضرات کے لیے ہفتہ اور اتوار بعد نماز عشاء 1 گھنٹہ دروس اللغۃ العربیہ کی کلاس جاری ہے۔ اور خواتین کے لیے منگل اور بدھ سہ پہر 03:00 تا 04:30 علم و عمل کورس جاری ہے۔

شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت ہفتہ وار مجلس تذکیر بالقرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ قرآن حکیم کی پانچویں منزل میں "سورۃ السجدہ" کا مطالعہ جاری ہے۔ ناظم مرکز و مقامی امیر محمد ہاشم صاحب مدرس کی ذمہ داری ادا فرماتے ہیں۔ "آزادی کی نعمت اور اس کے تقاضے" کے موضوع پر عامر خان صاحب، ناظم دعوت حلقہ کراچی جنوبی کا خصوصی بیان ہوا۔

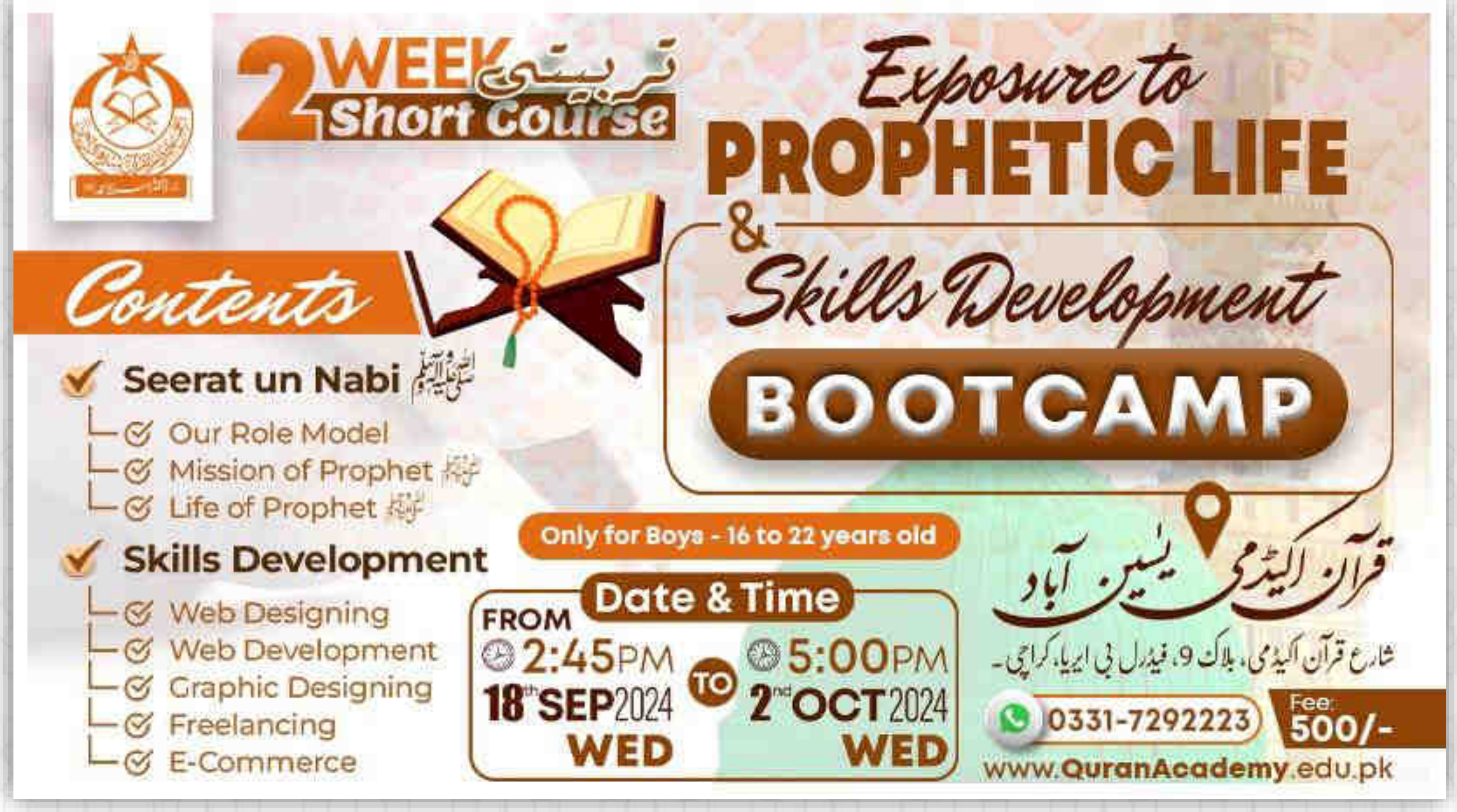

شعبۂ ملٹی میڈیا

خطباتِ جمعہ (محترم شجاع الدین شیخ صاحب):

ماہِ اگست 2024ء میں محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن اور تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ اور سوشل میڈیا پر شائع کیا گیا:

- اسلامی یا سیکولر پاکستان
- ذکرِ موت و صلوۃ، بائیکاٹ مہم بسلسلہ فلسطین، قادیانی مسئلہ کے بارے میں سپریم کورٹ کا خوش آئند فیصلہ
- خاتم الانبیاء کی پانچ شانیں اور ختمِ نبوت کے بعد ہماری ذمہ داری

خطباتِ جمعہ (محترم عامر خان صاحب):

ماہِ اگست 2024ء میں محترم عامر خان صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطبات جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

- شہید فی سبیل اللہ کے دراجات و مراتب
- استحکامِ پاکستان بذریعہ نفاذِ اسلام
- پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الااللہ
- اسلام دین ہے

خطباتِ جمعہ (محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب):

ماہِ اگست 2024ء میں محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

- صبر نیت اور نماز
- فکرِ آخرت
- خوشی، غمی، تہوار اور بدعات

ریڈیو پاکستان:

ماہِ اگست 2024ء میں نگرانِ انجمن کے دو مختصر دروس ریڈیو پاکستان کو ارسال کیے گئے۔

انجمن خدّام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔
- علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں، اور
- ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن 375 – B، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021